رجسٹرڈ نمبر بی ۴۶۶۳

جلد ۱ | یکم شعبان ۱۳۶۱ ق. مبئی جمعہ ۱۴ اگست ۱۹۴۲ء | نمبر

HUSEIN NUMBER

ਹੁਸੈਨ ਨੰਬਰ

مدینہ طیبہ

جہاں رسول صلعم دی آنکھیں بند ہوئیں اور حسنین نے آنکھیں کھولیں

حسینی نمبر

قیمت ۲ آنہ

بیادگار سیزدہ صد سالہ یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ

ایڈیٹر
مظفر حسن نقوی

ہفتہ وار
حسینی پیغام
بمبئی

قیمت حسینی نمبر فی کاپی ۴ر

چندہ
سالانہ — ۵ روپیہ
ششماہی — ۲ روپیہ ۱۲ آنہ
بیرون ہند — ۱۲ شلنگ

جلد (۱) | بمبئی جمعہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۲ء مطابق یکم شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۱ہجری | نمبر ۲۹

ان کو جو قوم میں انقلاب کی دل سے
خواہشمند ہیں دنیا کے سب سے بڑے انقلاب پسند رہنما!

حسین علیہ السلام ابن علیؑ کی

میلاد و عید مبارک

ہفت روزہ حسینی پیغام بمبئی "حسین نمبر"

جمعہ ۱۴ اگست ۱۹۴۲ء

جلد نمبر (۱) نمبر ۲۹

تنقید

ہم کیا چاہتے ہیں؟

حسین نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہماری خواہش ہے کہ آپ تبلیغ کیلئے اس کو پڑھیں۔ اس کے مضامین پر غور کریں اور ایک دفعہ یہ سوچنے کی زحمت گوارا فرمائیں کہ کیا واقعی ہم کو حسین سے محبت ہے؟ کیا ہم حسین کی محبت کا حق ادا کر رہے ہیں؟ کیا ہم سے حسینی مشن کی تکمیل ہوتی ہے؟ کیا ہم اسلام کا وہ حقیقی نمونہ ہیں جسے حسین پیش کرنا چاہتے تھے؟ کیا ہم ان برائیوں سے آزاد ہیں جن کے خلاف حسین علیہ السلام نے آواز بلند کی تھی؟ کیا ہمارے دلوں میں ایمان کی وہی تڑپ موجود ہے جو کربلا کے ہر شہید کے دل میں پائی جاتی تھی؟ کیا ہم میں وہی میل و محبت، وہ باہمی خلوص، وہ اجتماعیت کی اسپرٹ وہ مذہب پر جان دیدینے کا ولولہ، وہ کیف شہادت اور وہ لافانی جذبہ حق پرستی موجود ہے جسکے لئے کربلا کے شہدا ممتاز تھے؟ حسین کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے مگر کتنے ہیں جو اس محبت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں؟ کتنے ہیں جو واقعی حسین سے محبت کرتے ہیں۔ نہ کہ آنسوؤں کے وسیلہ سے ملنے والی جنت کو؟ ——— ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ جب ذاکرین مجمع کو رلانے پر قادر نہیں ہوتے اور وہ دیکھتے ہیں کہ ساری طاقت لسانی ختم ہو چکی ہے مگر لوگ نہیں رو رہے ہیں تو وہ فوراً یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ رونے سے جنت ملیگی اور اس جملہ میں نہ معلوم کیا جادو ہے کہ اسکے بعد واقعی گریہ وزاری شروع ہو جاتی ہے۔ کیا یہ رونا حسین کی حقیقی معرفت کا رونا ہے؟ یا جنت کا؟

حسین پر اشکباری کرنیوالے ضرور فردوس کے مستحق ہیں ——— مگر مگر وہی جو حسین کی حقیقی معرفت رکھتے ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ حسین ہمارے رہنما تھے اور ہم انکے پیرو تب ہی کہے جاسکتے ہیں جب انکی سیرت ہمارا اصول بن جائے

ہم دیکھتے ہیں کہ حسین پر آنسو بہانے والے بہت ہیں مگر انکی سیرت پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں حسین کے مصائب بیان کرکے مجلسوں میں کہرام برپا کرنے والے ذاکرین بہت ہیں مگر حسین کی سیرت کا نمونہ بن جانے والے واعظ معدوم ہیں

حسین علیہ السلام کی قربانی کا مقصد ہرگز یہ تھا کہ ہم شعبان میں صلوات کے نعرے لگائیں اور محرم میں رو دیں حسین نے شخصیت کی پرستش نہیں کرنا چاہتے تھے ان کے سامنے ایک بلند مقصد تھا ایک اہم نصب العین تھا جس سے انکو محبت تھی اور جسکے حصول میں، انھوں نے جان تک کی بازی لگادی۔ وہ مقصد تھا قوم کی زندگی قوم کی ترقی اور قوم کا ارتقاء ——— اگر آپکو حسین سے محبت ہے! تو آپ کو اس نصب العین سے محبت یہ کہ ہمدردی ہونا چاہئے بلکہ آپکے دل میں یہ طاقت ہونا چاہئے کہ آپ اس مقصد عظیم کے حصول کیلئے وہی قربانیاں دے سکیں جو حسین علیہ السلام کربلا کے میدان میں پیش کر چکے ہیں

ہم درحقیقت حسین علیہ السلام کو بالکل سمجھے ہی نہیں ہیں جسکی وجہ سے ہمارے نظریات کچھ ایسی انمٹ بنیادوں پر قائم ہو گئے ہیں کہ ہم حسین علیہ السلام سے دعوائے محبت رکھنے کے باوجود پستی کے شکار ہیں اور قوم کو وہ فوائد اپنی ذات سے نہیں پہونچا سکتے جو حسینیت کے بلند اصولوں کے مطابق ہمیں ضرور پہونچانا چاہئیں۔

بدقسمتی سے ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم حسین کے لئے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حسین ہمارے لئے تھے!

حسین علیہ السلام کا یہ فرض تھا ——— اللہ کیجانب سے عاید کیا ہوا فرض! ——— کہ وہ ہماری رہنمائی کریں۔ قوم کی خدمت کریں، چاہے اس خدمت میں ان کو جان ہی کیوں نہ دینا پڑ جائے۔ انھوں نے اس مقصد کی تکمیل میں کربلا کا نقشہ پیش کیا کیوں؟ ——— اس لئے کہ وہ قوم کی زندگی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان سے زیادہ گرانقدر تصور کرتے تھے۔ وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ قوم ان سے بڑی ہے اور اس کے لئے ان کو قربان ہو جانا چاہئے۔ مگر آج حالت یہ ہے کہ قوم کو حسین کے لئے سمجھا جاتا ہے۔ ہمکو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ہم محض رونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارے اوپر سوا اسکے اور کچھ بھی فرض نہیں ہے کہ ہم رومال کو آنسوؤں سے تر کر دیں اور بس!

بلاشبہ حسین علیہ السلام کے ماننے والے حسین پر دیدۂ پرنم رونا چاہئے مگر در اصل حسین پر رونے والے وہی ہیں جو حسین کے مقصد کی تکمیل میں جان لڑانے کا عزم رکھتے ہیں۔ وہ نہیں جو محض حصول ثواب کے لئے آنسو بہاتے ہیں۔

اس حسین نمبر کے نکالنے سے ہمارا مقصد یہی ہے کہ قوم کو یہ احساس پیدا کرایا جائے کہ وہ محض رونے رلانے کے لئے نہیں ہے بلکہ اسکے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ سیرت حسینی کا مکمل نمونہ بن جائے۔ اور تعمیر و تشکیل ملت میں جان کی بازی لگادینے سے بھی نہ ہچکچائے۔ ہماری دعا ہے بارگاہ باری تعالیٰ میں کہ وہ اس نمبر کے ذریعہ شیعہ قوم میں احساس قومیت پیدا کردے حقیقی حسینیت کی روح کو بیدار کردے کیونکہ ہماری جملہ محنتوں کا واحد مقصد یہی ہے ——— جس کی تکمیل ہمارا انعام ہے۔ (آمین)

ڈپلومیسی تھا: پہ تھا کہ دشمن کو پیاسا ہلاک کر دیا جاتا۔ مگر حسین علیہ السلام کے بلند انسانی ہمدردی کے جذبات، اس ڈپلومیسی کے خلاف ۔۔۔ جس کو دنیا والے مصلحت شناسی کہتے ہیں بغاوت کرتے ہیں اور دشمن کو پانی پلا دیا جاتا ہے انسانیت کی عظیم الشان فتح اور غلط نظریہ جنگ کی شرمناک ہزیمت!

بڑے چھوٹے کا امتیاز نسل اور رنگ کا فرق امی و دنی کی تمیز عرب کا انقلابی پیغمبر مٹا چکا تھا مگر یزید اپنی استعماریت کی بدولت اس تعفن زدہ لاش میں دوبارہ زندگی ڈالنا چاہتا تھا۔ حسین رضی اللہ عنہ مساوات اور عالمگیر اخوت کے پیغامبر تھے اس لئے ساسانی وقت کی اس حرکت کو برداشت نہ کر سکے۔ وہ تو حبشی کے سیاہ خون اور ہاشمی کے سرخ لہو میں امتیاز جانتے ہی نہ تھے آپ اس نبی کی مبارک آغوش میں پل کر بڑے ہوئے تھے۔ جو اپنے غلام قنبر کو اپنے سے بہتر کپڑے پہناتا اور اپنے سے اچھا کھانا کھلاتا تھا، آپ اس نانا کے نواسے تھے جس نے قریشی خاتون زینب کا عقد حبشی غلام زید سے کر دیا تھا جس نے بلال کے کالے رنگ کو عربوں کے سفید رنگ پر ترجیح دی تھی۔ جو فقیروں میں بیٹھ کر الفقر فخری کا نعرہ بلند کرنا فخر خیال کرتا تھا۔

برعکس اس کے یزید برتری اور فوقیت کی گود میں کھیلنا پسند کرتا تھا۔ اس نے خلیفۂ رسول بن کر بھی اسلامی مساوات کا خاتمہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ لہٰذا اس کے مساوات شکن اصولوں کے خلاف بغاوت کی گئی تاکہ دنیا میں حق اور مساوات کے اصول باقی رہ سکیں۔ انسانیت کا محسن تھا وہ انسان جس نے مساوات کے فطری حق کے تحفظ کی خاطر اپنی اور اپنی اولاد کا خون پیش کر دیا۔

بادشاہ اور پھر جابر بادشاہ کا دربار، سات سو کرسی نشینوں کا مجمع، جاہ و جلال کا منظر، حیروت و اقتدار کا مظاہرہ، خدم و حشم کی دھوم، اور سامنے چند قیدی!

اسیر بے بس اور فلاکت کے ستائے ہوئے، ایک مرد اور چند عورتیں! سکوت کا طلسم ٹوٹتا ہے اور بادشاہ کی گرج دار آواز حسین علیہ السلام کا مضحکہ اڑانے کی ناکام ۔۔۔ کوشش کرتی ہے۔

مسلمان، ضمیر فروشی اور حریت دشمن مسلمان خاموش تھے۔ مگر معاملہ حق و صداقت کا تھا۔ اس لئے ایک قیدی عورت تڑپ گئی، اور یوں اٹھی "تیرا خیال ہے کہ تو نے زمین و آسمان کو ہم پر تنگ کر دیا اور ہم کو ذلیل کر دیا ہے؟ اس پر خوش نہ ہو کہ تیرے کام بن گئے۔ یاد رکھ کہ تیرا عذاب زیادہ

حق ایک پوشیدہ خزانہ تھا!

جس کو رسولؐ نے دنیا کے سامنے پیش کیا مگر دنیا نے اس کی قدر نہ جانی حسینؑ علیہ السلام نے کربلا کے جنگل میں اس کی قدر و قیمت کو

آشکار کر دیا!!

ہی ہوتا جائے گا کیا امید ہے ان لوگوں سے جنہوں نے نیکوکاروں کا جگر چبایا ہو اور شہیدوں کے خون سے پرورش پائی ہو؟ اے ملعون تو اپنے اجداد کو یاد کرتا ہے؟ عنقریب تو بھی انہیں کے پاس پہنچ جائے گا!"

دربار پر ایک سناٹا چھا گیا۔ یزید جیسے جابر سلطان کو اتنا سخت جواب! اللہ اکبر! کس کی مجال تھی کہ اس ہمت جرأت اور بیباکی سے ایسا منہ توڑ جواب دے سکتا؟ یہ شیر اسد اللہ کی صاحبزادی کی شان تھی کہ یہ دلیر اور بے خوف ہو کر سرعام صداقت کیشی اور حق کا اعلان کرتی ۔۔۔

یعنی ضمیر فروشی، نامردی اور حق کشی کے خلاف حسینؑ کی بہن کی شاندار بغاوت!

آج ہندوستانی مسٹر گاندھی کی ستیاگرہ اور جیل یاترا کے بعد اصولوں کی خاطر جیل جانا عزت تصور کرتے ہیں لیکن جیل جانا باعث عزت کس نے بتلایا؟ دنیا کے نظریات میں انقلاب پیدا کرنے والا کون تھا؟ کس نے انسان کے مفروضہ فلسفۂ عزت کے خلاف بغاوت کر کے جیل کی ذلت کو باعث عزت بنا دیا؟

وہ باغی حسین علیہ السلام کا انقلابی فرزند علیؑ تھا جس نے یزید کے استبداد کے خلاف پہلی ستیہ گرہ کر کے حق کی خاطر جیل میں قدم رکھا۔

اس وقت لوگ جیل جانا بے عزتی سمجھتے تھے یہ تھی علی بن الحسین کی بغاوت ان کے مفروضات کے خلاف!

امام حسین علیہ السلام کے دشمن آپ کو باغی کہہ کر آپ کی عزت گھٹانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ حسین علیہ السلام کی عزت کا راز ہی اس میں ہے کہ وہ ملوکیت، استعمار، سرمایہ داری، عدم مساوات اور غلط نظریات حیات کے خلاف بغاوت کر کے اسلام ہی کو نہیں، بلکہ سارے عالم کو درس حریت دے گئے ہیں۔

برادران ایمانی! آؤ اور حسینؑ سے انقلاب کا درس لو۔ اپنے سارے نظام حیات کو حسینی نظریہ کے ماتحت بدل ڈالو مت ڈرو اکثریت کے رعب سے مت ڈرو مخالفین کی طاقت سے مت ڈرو، دنیا کی تیاریوں سے، حسینؑ کا نام لے کر "مجسم عمل" شمشیر حق کی شمشیر لے کر میدان میں آ جاؤ اور نڈر ہو کر قوم کی اصلاح اور سربلندی کا کام انجام دو۔ ورنہ جہان لکھ یہ کہتا پھرے گا کہ

اے مدعی مذہب اسلام شرم کر
جیتی اور مر کر کربلا کے بعد

جگر گوشۂ رسول

شاعر اعظم حضرت علامہ آرزو لکھنوی

امتحان گاہ وفا میں ناز جب قاتل بنا | جذب کر لینے کو یہ زہراب پیاسا دل بنا

شمع جلوت کی نمود اک راز خلوت ہی ہی | آ کے پروانہ نہ جب تک گرمیِ محفل بنا

سطح دریا پر شناور قعرِ دریا میں گہر | غرق کر دینے کو جو موجہ بڑھا ساحل بنا

جوش ترک مدعا نے توڑ ڈالا خود اسے | قبل منزل جو سہارا قاطع منزل بنا

مدعائے ناز ٹھہری ناز برداری کی خو | کامیاب شوق تھا دونوں میں جو سائل بنا

ہو گئی آراستہ خلوت گہ ناز و نیاز | سرخ چادر سے لہو کی پردۂ محمل بنا

نیست کر ڈالا جلا کر اس کو سوز عشق نے | وہم ہستی بیچ میں جب پردۂ حائل بنا

صبر کی حد میں تھی بیشک جبر کی حد میں نہ تھی | وہ عزیمت جس کا مقصد فتح کا حاصل بنا

آ گئے تصویر گلی کے جھک گئے کروبیاں | کون سا ذرہ چمک اٹھا تھا جس سے دل بنا

مطلع

قصد ترک مدعا جب مدعائے دل بنا | داغ ناکامی چراغ جادۂ منزل بنا

عشق تکمیل وفا سے بن چکا تصویر حسن
اے قتیل ناز اب جا ہے جسے بسمل بنا

ناز بن جاتے سبق آموز آئین وفا
تو تو سب قابل ہے مجھ کو بھی کسی قابل بنا

حق دعوائے وفا کو ہے بہت اتنا لگاؤ
جو بچا طینت سے تیری اس سے میرا دل بنا

یا حسینؑ ابن علیؑ شاہ شہیدانِ اسلام
تیرے ناخن سے کھلا جو عقدۂ مشکل بنا

آدم اسلام احمدؐ نوح اسلام آپ ہیں
ڈر کے خود کشتی سے طوفانِ بلا ساحل بنا

مطلع

پاؤں ٹھہرائیں جب ایسا جادۂ منزل بنا
سر قدم کرنے کو خضر راہ الفت دل بنا

مظہر حکم خدا و معنیٔ ذبحِ عظیم
بارک اللہ کس وفا سے عہد کا حامل بنا

تیرے دست فیض میں دنیا بھی ہے عقبیٰ بھی ہے
بھیک سے پائی جو جس چیز کا سائل بنا

اک چراغ راہ عرفاں سے جلے لاکھوں چراغ
جو ترا پیرو ہوا خود مرشد کامل بنا

آ رہی ہے پیہم پرواز فطرس سے صدا
تیرے ہی صدقے میں عاصی عفو کے قابل بنا

ابن نافع سے بڑی ہو گی شہادت کونسی
ہر ہلال آ کر رفاقت میں مہ کامل بنا

آرزو دل ہی ہے نام پر تیرے نثار
شمع محفل کے لئے پروانۂ محفل بنا

جب مری ناکارہ ہستی کا خمیر اٹھا نہ یوں
تیری الفت کا شرابہ و دخ آب گل بنا

یا خدا مل جائے خاک کربلا میں اب یہ خاک
جس کا ہر ذرہ غم شبیر میں اک دل بنا

حضرت انتظار دبائیوی

نعرۂ انقلاب

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب (اقبال)

ارتقا زندگی کا قانون ہے جب قدم آگے بڑھنے
سے انکار کر دیتے ہیں، جب ہاتھوں پر جمود و تعطل چھا جاتا
ہے جب سطح حیات نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے، جب حق
گوئی کا استقبال دار کے تختوں اور شمشیر کی نوکوں سے کیا جاتا
ہے تو یہ اصول ٹوٹ نہیں جاتا بلکہ محض معرض التوا میں
پڑ جاتا ہے۔ مادہ جمع ہوتا رہتا ہے اور بالآخر ایک
کوہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑتا ہے۔ کہنہ رسوم
اور فرسودہ عقاید فضاؤں میں کٹے ہوئے پر کی طرح
اڑنے لگتے ہیں اور زندگی کا چشمہ از سر نو اپنی تازہ
رعنائیوں کے ساتھ بہنے لگتا ہے ؎

زندگی جوئے رواں است و رواں خواہد بود
این مے کہنہ جوان است و جوان خواہد بود

اسی کا نام انقلاب ہے جو مختلف زمانوں
میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ
یہ انقلاب طوفان نوح کی شکل میں ظہور پذیر ہوا۔ ایک
وقت وہ آیا جبکہ اس نے عصائے موسیٰ بنکر نیل کے
سینہ میں ارتعاش پیدا کیا۔ ایک زمانہ وہ آیا جبکہ اسنے
اپنے چہرہ کو خون مسیح کے غازہ سے آب و تاب دی۔ پھر
وہ موقع آیا جبکہ اس نے ہند کی سے اعراضی بت پرستی کی
تردید کی لیکن نشہ اترنے لگا۔ رنگ ہلکا پڑنے لگا۔
تاریکیاں گہری ہونے لگیں۔ یکایک انقلاب نے ایک نئی
اور انوکھی شکل اختیار کی یعنی مدینہ کی گود سے شرارہ بنکر
اٹھا اور کربلا کے دشت میں شعلہ جوالہ بنکر بھڑک اٹھا۔
ہوس رانیاں اور عیش کوشیاں، استبداد اور باطل
پرستیاں سب جلکر خاک ہو گئیں۔ مقصد ایک تھا لیکن
مدارج میں فرق تھا۔ اُن آندھیوں میں نرمی اسمیں تیزی
تھی، وہ رنگ ہلکے گلابی تھے یہ گہرا ارغوانی تھا۔ وہ دھاریں
تھیں یہ طوفان تھا۔

آپ خوش ہیں مگر کیوں ؟

اسلئے کہ حسینؑ پیدا ہوئے مگر کیا موجودہ
دور میں جب گروہ پامال
ہو رہا ہے آپ کو خوشی زیب دیتی ہے ؟

اس سال اس شاندار انقلاب کی تیرہ سو سالہ
سالگرہ منائی گئی۔ شاندار جلسے ہوئے ہمسایہ اقوام کو
مدعو کیا گیا۔ اخباروں نے سالگرہ نمبر نکالے۔ اسکیمیں
مرتب کی گئیں۔ چندہ جمع کیا گیا۔ اور اس سے امامباڑے
تعمیر ہوئے۔ مسجدوں کی بنیادیں ڈالی گئیں۔ لیکن
اس تمام ہنگامہ کا اثر قوم پر کتنا ہوا؟ کچھ بیداری پیدا
ہوئی یا نہیں؟ کچھ احساس زیاں ہوا یا نہیں؟ کچھ ترقی
کی راہیں کھلیں یا نہیں؟ اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا
اور یقیناً نہیں ہوا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں
نہیں ہوا؟
شمع امامت کے پروانو! حسین کے نام پر
جانیں قربان کر ڈالو۔ کل تم دس محرم کو شہید اعظم کے سوگ
میں اپنے نالوں سے زمین و آسمان کو ہلا رہے تھے اور
آج ۳ شعبان کو اسکی ولادت کی خوشی میں یہ فضائیں
تمہارے قہقہوں اور میلاد کے شور سے گونج رہی
ہیں۔ لیکن ٹھہرو صرف ایک لمحہ کیلئے ان سوالوں کا
جواب دو اور بتاؤ کہ تمہارا اسکی یادگار منانے کا یہ
ڈھنگ ٹھیک ہے۔ لیکن تمہیں سوچنے سمجھنے اور جواب
دینے کی فرصت کہاں۔ ایک چلتا سا فقرہ کہہ دیا کہ دوسری
قومیں بھی اپنے رہنماؤں کی یادگار اسیطرح منا رہی ہیں
ہم نے کوئی انوکھی بات تو نہیں کی۔ کاش تم سمجھتے کہ تم نے
یہ کہکر اپنے رہنما کی کتنی زبردست توہین کی ہے حسین
کا دنیا کے دوسرے رہنماؤں سے کوئی مقابلہ نہیں۔
حسین کا طرز عمل اُن بلندیوں کی طرف اشارہ کرتا
ہے جہاں جاتے ہوئے انکے مرغان تخیل کے بھی پر جلتے
ہیں۔ ایسی عظیم الشان شخصیت کی یاد بھی عظیم الشان ہونی
چاہیئے۔ بدقسمتی سے ہم ہیں جس عظیم المرتبت ہستی نے کربلا کے
میدان میں ایک زبردست انقلاب کی طرح ڈالی تھی اور
گم گشتہ قوم کو زندگی کے صحیح راستے سے روشناس کر
دیا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ تم اس راہ کو چھوڑ کر دوسرے
راستہ پر ہو لئے اور قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ تمہیں اپنی
غلطی کا احساس بھی نہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر مسافر بھٹک کر
مڑ جاتا ہے تو اُسے اس بات کا احساس رہتا ہے کہ میں نے
اس سڑک کو چھوڑا اور اس گلی میں مڑ گیا۔ لیکن اگر وہ
اپنے راستہ پر چلتے چلتے آہستہ آہستہ ایک ترچھے راستہ پر
ہو لیتا ہے تو اُسے اسکی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اب اسی
کو کہا جائے کہ ؏

کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

لیکن یہ سہو تمہارے ساتھ بھی بالکل
نہ تھا۔ تیرہ سو سال کی مدت کچھ کم نہ تھی۔ اس
مدت میں تم جیسے کہاں سے غیر محسوس طریقہ پر ہٹ
گئے کہ آج اسکا اندازہ بھی نہیں ہوتا۔ رفتہ رفتہ وہ
داستان انقلاب بھی یاد نہ رہی۔

حسینؑ اور آزادی

اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے انسان کو آزادی کا حقیقی درس دیا!

اسلام میں غلامی کا کسی پہلو سے بھی دخل نہیں ہے مذہب کی اولین شرط یہ ہے کہ ہر شخص یہ اقرار کرے کہ وہ آزاد ہے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہی مسلمان یہ اعلان کر دیتا ہے کہ وہ نہ تو قیصر و کسریٰ کی ہیبت سے متاثر ہوتا ہے نہ دولتمندوں کے سونے اور چاندی کے خزانوں کے سامنے سر جھکاتا ہے نہ فاتحین کے جبر و سطوت سے مرعوب ہوتا ہے، نہ کسی طاقت کا بندہ ہے اور نہ کسی جماعت کا غلام، وہ آزاد ہے اور کسی کی حکمرانی کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہے!

اسلام بادشاہت کا مخالف ہے اس لئے کہ بادشاہ اپنی رعایا کو اپنا غلام بناتا ہے، دوسرے ممالک کے انسانوں کو اپنا غلام بنانے کے لئے تلوار کو کام میں لاتا ہے، غلامی کو پائندہ بنانے کے لئے کبھی مذہب سے مدد لیتا ہے اور کبھی قانون سے غرضکہ اسکی پوری جد و جہد کا ایک مرکز ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کے گلے میں غلامی کا قلادہ ہمیشہ کے لئے ڈالے رکھا جائے۔

حسین پیغمبر اسلام کے نواسے اور اسلام کے حقیقی مفہوم کے عالم تھے!

یزید بادشاہ تھا، اس نے اسلام کے ملوکیت شکن قوانین کے بالکل برخلاف شام میں بادشاہت قائم کی تھی، وہ قیصریت اور کسرائیت کا حامی تھا، اسکی کوشش یہ تھی کہ عرب جو پیچھے اسرار تھے غلامی کے جال میں جس سے رسول اللہ نے ان کو بڑی مشکلوں سے نکالا تھا دوبارہ جکڑ دیئے جائیں۔ وہ انفرادی آزادی کے اصول، وہ لاحکومتی نظام سیاست، وہ طاقت و اقتدار کی نفی کرنے والے قوانین جو اسلام نے پھیلائے تھے یزید کی نگاہوں میں کھٹکتے تھے، یزید جانتا تھا کہ اگر اسلام حقیقی باقی رہا یا حسین اور ان کے ساتھی عربوں کو اسلام کی صحیح روح سے آگاہ کرتے رہے، تو عرب بادشاہی کے ناپاک اصولوں کو تسلیم نہ کریں گے اور ملوکیت کا وہ خواب جسے وہ مدت العمر دیکھتا رہا تھا کامیاب نہ ہو سکا اس لئے

اسکی خواہش یہ تھی کہ اسلام مٹ جائے حسین قتل کر دیئے جائیں دنیا میں صحیح اسلامی نظام سیاست باقی نہ رہے اسی خواہش کو اس نے عملی شکل دینا چاہی پہلے اس نے دولت کی بارشوں سے لالچی عربوں کو غلامی قبول کرنے پر آمادہ کیا، اس کے بعد علماء کو اپنے جال میں پھانسنے میں کامیاب ہوا، ان سے اپنی حمایت میں شرعی جواز یا فتوے حاصل کئے اور پھر حکومت کی طاقت استعمال کرنے پر اتر آیا۔

حسین علیہ السلام اسلام کے حقیقی پیرو کی حیثیت سے غلامی کو کس طرح قبول کر سکتے تھے، ملوکیت ان کے مذہب میں نفی تھی وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی حکومت تسلیم نہیں کر سکتے تھے لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ دل سے ادا کرنے کے بعد وہ کسی انسان کی غلامی کا قلادہ گردن میں نہیں ڈال سکتے تھے یہی وجہ تھی کہ جب یزید نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا یا بہ الفاظ دیگر جس وقت اس نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اس کی بادشاہی کو قبول کر لیں تو آپ نے اسلامی حکومت کا صحیح احترام کرتے ہوئے اسکے مطالبہ کو مسترد کر دیا۔

حسین کا انکار ایک اعلان جنگ تھا ——

حریت پسندوں اور غلامی پھیلانے والے ملوکیت پسندوں کے درمیان، حسین حریت پسندوں کے لیڈر تھے اور یزید ملوکیت کا مجسمہ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ حکومت کی عسکری مشین گردش میں آئی اور اس نے حریت پسندوں کو پیس ڈالنا چاہا —— بالکل ویسے ہی جیسے آج بھی ہوتا ہے! حریت کا مطالبہ کرنے والوں سے حکومتیں آج جو سلوک کرتی ہیں وہی یزید نے امام اور ان کے ساتھیوں سے کیا آج آزادی مانگنے والوں کے سینے گولیوں کا نشانہ ہوتے ہیں تیرہ سو سال پہلے کربلا کے بن میں ان کے گلوں پر تلواریں رکھ دی گئیں کربلا میں حریت پسندوں کی تعداد کم تھی حکومت نے ان کو قتل کر دیا مگر جس طرح آج آزادی کی خاطر مر جانے والوں کے انتقال سے حکومتوں کی بنیادیں متزلزل ہو جاتی ہیں اور شہدائے حریت قوم کے ہیرو بن جاتے ہیں اسی طرح حسین کے قتل ہوتے ہی اموی حکومت کے خلاف طوفان اٹھ کھڑا ہوا حسین کے حامیان اور حسینی اصول حریت کے وابستگان کی تعداد میں بے شمار اضافہ ہو گیا۔

حسین حریت کے حقیقی علمبردار تھے، ان کے ماننے والوں کو بھی انکا اصول آزادی کا حامل ہونا چاہئے۔ نہ دولت سے متاثر ہونا چاہئے اور نہ صاحبان اقتدار کے سامنے سر جھکانا چاہئے، نہ جھوٹے قائدین کی اطاعت کرنا چاہئے اور نہ اختیار و طاقت کے پرستار علماء کے سامنے سرنگوں ہونا چاہئے، ان کو سربلند رہنا چاہئے اپنے اوپر اعتماد رکھنا چاہئے احساس پستی کو دل میں جگہ نہ دینا چاہئے اور حقیقی اسلامی حریت کے نمونے دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہئیں۔ (فاروقی)

قوم کی عورتوں!

بزدل مت بنو! بہادر بنو!
زینبؑ کی جرأت نے یزید کا تخت متزلزل کر دیا تھا
تم بھی اپنے عزم سے اپنے مردوں کے دلوں میں
راج کرتی ہوئی بزدلی اور کم ہمتی کا تختہ
الٹ دو!

حضرت قمر تسکین جرنلسٹ، ایڈیٹر قلمستان لاہور ——— !

پروردگار انقلاب

(ہندی اور اردو زبانوں کے مایہ ناز انشاء پرداز حساس ادیب ڈکشی پرمنگری کے ایک ہندی مقالہ کا آزاد ترجمہ)

اصلی انسانیت بغیر روح کی ترقی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ صرف ظاہری ترقیاں انسان کو سچا انسان نہیں بنا سکتیں اور نہ سائنس اور علم و ہنر کے کھیل ہی دنیا اور انسانی زندگی کو اس وقت تک خوش بنا سکتے ہیں جب تک کہ انسان اپنی زندگی میں روح کی ترقی کو بھی ساتھ ساتھ ضروری نہ سمجھے۔ یہی سبب ہے کہ آج جو قومیں روحانیت کو چھوڑ کر مادی قوتوں کے سہارے دنیا پر حکومت کر رہی ہیں وہ تہذیب و اخلاق کے ایسے خراب نمونے پیش کر رہی ہیں کہ جن کو دیکھ کر انسانیت کی پیشانی شرم سے پانی پانی ہو جاتی ہے۔

انسان کو سچا انسان بنانے کے لئے روحانی ترقی کی ضرورت ہے اور اسی روحانی ترقی کے حاصل کرنے کی تدبیروں کا نام ہے مذہب۔ اور ایسے ہی قانون جاری کرنے کے لئے دنیا میں بڑی بڑی پاک ہستیوں نے بہت محنت سے کام کیا۔ ان کو ہم نبی، رسول، پیغمبر اور امام کے نام سے پکارتے ہیں۔ چنانچہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب نبیوں کا یہی مقصد رہا۔ ان میں سے ہر ایک نے یہی چاہا کہ انسان کو انسان اور دنیا کو دنیا بنا دے۔ ہمارے نبی نے تو یہاں صاف کہہ دیا کہ میں دنیا کے نام ایک ایسا پیغام لیکر آیا ہوں کہ جس پر عمل کرنے سے دنیا کی تہذیب میں اخلاقی روح دوڑ جائے گی۔ حقیقت میں دنیا کو ایسے روحانی قانون کی ضرورت بھی تھی۔ اس لئے کہ دنیا والے حضرت موسیٰؑ، جناب ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی قائم کی ہوئی اخلاقی حدوں سے آزاد ہو چکے تھے۔ دنیا میں ہر طرف ظاہر داری اور خود غرضی نظر آتی تھی جس کا نتیجہ انسانیت کی تباہی، بد اخلاقی اور رہزنی تھی۔ سچائی، بھلائی کا دشمن بنا ہوا تھا۔ انسان درندوں کی طرح ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ طاقتور کی تلوار کمزوروں کا خون بہانے کے لئے تیز ہو رہی تھی۔ دولت کی جونکیں غریب انسانوں کا لہو چوس رہی تھیں۔ مختصر یہ کہ تمام زمین پر فساد ہی فساد نظر آتا تھا۔ ایسے وقت میں دنیا کی مخالفت کرنا اور اخلاقی ترقی کے لئے راستہ بنا کر ان پر دنیا والوں کو چلنے کی دعوت دینا آسان کام نہ تھا۔ لیکن رسول اکرمؐ نے سخت مصیبتیں اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر کے ایک ایسے قانون کی بنیاد ڈالی جو تہذیب، اخلاق کا بنانے والا اور انسانی جماعت کو سب خرابیوں سے پاک کرنے کا ذمہ دار تھا۔ یہی وہ قانون تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں دین اسلام کے نام سے یاد کیا ہے۔

اب آپ ذرا یہ دیکھئے کہ کس طرح بعض ہستیوں نے رسول اللہ کے بتائے ہوئے راستوں پر چل کر تہذیب اور اخلاقی سچائی کے نمونے پیش کئے اور کس طرح نبی کریمؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی پھر مادیت اور روحانیت میں جنگ شروع ہوئی۔ اخلاقی سچائیوں کی حفاظت ان انسانوں کا کام نہیں ہے جن کی زندگی امیروں اور حاکموں کے اشاروں پر بدلتی رہتی ہیں یا جن کی زندگی کا مقصد صرف اتنا ہے کہ سونے اور چاندی کے سکوں سے اچھی طرح جیب و دامن بھر لیں۔ اخلاقی سچائی اور تہذیب کی حفاظت اصل میں کام ان لوگوں کا ہے جن کی نگاہیں ہیرے اور جواہرات کے چمکتے ہوئے ڈھیروں پر نہیں پڑیں۔ چین کے سامان جن کے دلوں کو اپنی طرف نہیں کھینچتے۔ جو سچائی پر قائم رہنے کے جوش میں اپنے آرام کی پروا نہیں کرتے۔ اور نیکی کے راستوں میں بچھے ہوئے کانٹوں پر مسکراتے ہوئے چلتے ہیں۔ یہی زندگی ہستیاں اپنے پہلو میں سچی زندگی کی تڑپ سے روشن دل رکھتی ہیں۔ جو وقت آنے پر خود غرضی کو پاس نہیں پھٹکنے دیتے۔ اور انھیں اس پر ابھار دیتے ہیں کہ ستم کی برچھیوں کو اپنے سینوں میں اتر جانے دیں اور ظلم و بے رحمی کی تلواروں کو اپنے گلوں پر چلنے دیں۔ جب حق کی حفاظت میں وہ اپنے خون سے زندگی کی آخری منزل پر انسانی گل بوٹے بنا دیتے ہیں۔ تو ان کی زندگی کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

مظلومیت میں وہ کھنچاؤ ہوتا ہے کہ کسی قوم اور مذہب میں یہ چیز نہیں ہے۔ وہ کوشش کر کے اپنے اہل مظلومیت تلاشتے ہیں اور ان کی یادگاریں قائم کرتے ہیں۔ آجکل شہادت اس قدر سستی ہو رہی ہے کہ ہر شخص خواہ وہ بری حرکتوں کے باعث ہی کیوں نہ قتل کیا گیا ہو۔ شہید ہو جاتا ہے مثلاً ہندو مسلم فساد میں ایک شخص قتل ہو جاتا ہے لوگ اس کو فوراً شہید کے نام سے پکارنے لگتے ہیں یہ ہماری سمجھ ہے اور اس قسم کی سمجھ قابل افسوس، اس لئے کہ اس سے ہماری جہالت اور کم علمی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شہادت نام ہے مذہب اور قوم کی خاطر بہادروں کی طرح سچائی کی راہ میں جان دینے کا۔ جس وقت زندگی کے اچھے اصول اور اخلاق و انسانیت کے طریقے خطرے میں ہوں اور ان خطروں اور رکاوٹوں کو مٹانے کے لئے کوئی اپنی جان نثار کرے۔ شہید کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے۔ اس کی بہادری صبر سچائی۔ مظلومی۔ قربانی۔ بے غرضی۔ ثابت قدمی جیسی اچھائیوں کی تعلیم دنیا کو حاصل ہوتی ہے۔

اب ذرا یہ سنئے کہ رسول اللہ کے بعد دنیا نے ان کے بتلائے ہوئے اصولوں کی کیا قدر کی۔ رسول اللہ حضرت نے اس اخلاقی قانون کی بنیاد ڈالی تھی۔ جسے اسلام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بنی ہاشم کے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ ایک دوسرا قبیلہ جسے بنی امیہ کہا جاتا ہے۔ بنی ہاشم سے مدتوں جنگ کرتا رہا۔ رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو بارہا

امام حسین کی مطلق العنان سرمایہ داروں کو للکار

تاریخ عالم ہمیشہ یہ واقعہ دھرا رہی ہے کہ عزت وناموس فروخت ہو کے۔ جاہ ومنصب کیلئے دین بیچنے والے ٹکڑوں کے واسطے ملک و وطن سے غداری کرنے والے دولت و ثروت کے لئے اخلاق و تہذیب سے ہاتھ دھو بیٹھنے والے طمع و حرص کے بندے ہمیشہ غلام رہتے ہیں۔ اسلی عزت اور حقیقی قدر و منزلت کے وہ کبھی مالک نہیں ہوتے۔ اخلاق حسنہ، فضائل نفسیہ اور شرافت حقیقتاً ان میں پیدا ہوتی مگر شاذ و نادر افراد مستثنا ہوتے ہیں۔

آفرینش عالم سے آج تک سرمایہ داروں کے نتائج افکار و زندگی پر نظر کر دیکھئے سوا اسکے عالم خالی ہاتھ گئے اور اہل دنیا کے لئے درس عبرت بنے، "عزت تو خدا اسکے رسول اور مومنوں کے لئے ہے"، قرآن کی تو یہی تعلیم ہے۔ سرمایہ داروں کو ایمان سے کیا تعلق خدا اور اسکے رسول سے کیا لگاؤ۔ انکی سچی تصویر جناب امیر نے اس مختصر جملہ میں کھینچی ہے " انکا دین انکی دولت کے ٹکے ہیں " سرمایہ کی تحقیق اسکے بقا و تحفظ کیواسطے کبھی انھوں نے خدا اور رسول کے احکام کی پرواہ نہیں کی، کبھی انھوں نے عزت و شرافت کی لاج نہیں رکھی کبھی تہذیب و اخلاق پر اعتنا نہ کی کبھی قوم وطن، مذہب سے ہمدردی کی نہیں نہیں انکو صرف ایک دھن رہی کسیطرح پیٹ پلے، خواہ کیسی ہی خبیث و نجس روزی ہو، سچے مسلمانوں کو قرآنی حکم ہے "انکی دولت و ثروت اور اولاد پر تعجب نہ کر اسلئے کہ خدا نے ارادہ کرلیا ہے کہ یہی مال و اولاد دنیا میں عذاب جان بنکر ملیا میٹ ہوجاویں! اسلئے کہ کافر ہیں خدا کے کھلے احکام کے انکار سے"

سنو! سنو! ایک ثابت تارہ اپنے سیادات و اقتدار کو کس رکھ دیا۔ و ملکوت نے اپنی تمام قوت جذب و کشش سے مرکز بنائے ہوئے ہے جسکی عظمت و جبروت و حکومت کے آگے انسان نا باہوش یا ہاتھ جوڑے ڈنڈوت کرتا ہے لیکن حقیقی العبادت سے کام لینے والے اور دور بین نگاہیں خدا کا غلیہ اسکو قیم امام پر اعتنا دیتے ہوئے فرماتا ہے، ہرگز ایسی ہستی کو دوست نہیں رکھ سکتا جو کبھی طلوع کرے اور کبھی نظروں سے غائب ہوجائے۔ اور انھیں کے فرزند امام زین العابدین چاند کی ظاہری چمک کو بے اعتنائی سے دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں، اے غلام و مطیع مخلوق خدا اور اپنی معینہ منزلوں میں فرمانبرداری کے ساتھ تیزی سے چلنے والے تیرا اور میرا تو ایک ہی خالق ایک ہی مصور اور ایک ہی پیدا کرنیوالا ہے۔ تجھ پر مجھسے زائد کوئی بزرگی نہیں، یہ خود اس امر کا اظہار ہے کہ یہ ظاہری قیم تمام دوسروں کو کتنا ہی دھوکا دے حقیقت بیں نظریں جانتی ہیں کہ جس قوت سے آفتاب سیادات و اقتدار کو کھینچے ہوئے ہے اسی طرح سے اس کے مطیع سیادات و اقتدار اسکو اپنی طرف کھینچے ہوئے ہیں اور جذب کر لینا چاہتے ہیں۔ اور جس طرح سے سورج اپنی تمام فرع ہستی سے اور ستاروں کو اپنے سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور قوت دافعہ سے قریب نزدیکی سے بچاتا ہے اسی طرح سیادات و اقتدار بھی منافرت برت رہے ہیں اور خواہش کو اپنی برادری میں نہیں آنے دیتے۔

سرمایہ داروں کی بھی یہی حالت ہے۔ وہ دوسروں غریبوں کو پامال کرنے کے لئے اگر سرمایہ داروں سے رشتہ ناتا جوڑتے ہیں اور اپنے آقاؤں اور بزرگوں سے وفاداری و غلامی کا دم بھرتے ہیں اور طرح طرح سے انکی سرمایہ داری کی تقویت سے اپنی سرمایہ داری کا تحفظ کرتے رہتے ہیں تو خوب سمجھ لو۔ ان کے معبود بھی خود غرضی سے ساتھ دے رہے ہیں اور صداقت و خلوص طرفین میں مفقود ہے۔ انکا نظام سرمایہ داری بھی کشمکش میں ہے جسدن آفتاب سے ٹکرا کر سیادات اور اقتدار پاش پاش ہوجائیں گے اسدن نہ سورج رہے گا نہ تارے سیادات و اقتدار پاش پاش ہوجائیں گے۔ اس دن نہ تارے رہیں گے نہ سورج نہ یہ نظام ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح سرمایہ داری کا نظام بھی بار بار پاش ہوتا رہتا ہے سیکڑوں تاریخی شہادتیں موجود ہیں یہ سرمایہ دار اپنے غلاموں کو انکا خون پانی ایک کرنے کے باوجود کبھی رحم نہیں کرتے بلکہ غریبوں مفلسوں اور مزدوروں کو چالبازی مکاری سے اپنی سرمایہ داری پر بھینٹ چڑھاتے رہتے ہیں کوئی دریغ نہیں کرتے کبھی مذہب کا نام لیکر کبھی ملکی و وطنی حفاظت کے نام پر اور کبھی قومیت کے واسطے دلاکر خون چوستے رہتے ہیں لیکن ایک دن یہ دھوکے کی ٹٹی ٹوٹ جاتی ہے اور سارا اعتبار خاک میں مل جاتا ہے اور اپنی ازلی غلام صورت سے بیزار ہوجاتے اور سرمایہ سے گریزاں ہوتے ہیں۔

یہی حال ان کے ناتے رشتے والے سرمایہ داروں کا ہے ایک دوسرے پر اعتماد و بھروسہ نہیں کرتے کمزور کو نگل جانے پر سب کے سب متحد نظر آتے ہیں پھر شکاری اپنا شکار بنانے پر دوسرے کا ہرگز روادار نہیں ہوتا۔

پرستاران سرمایہ دار انکی صدا پر لبیک کہتے اپنی عرق ریزیوں جفاکشیوں سے پیسہ پیدا کرتے،

او بزدل خوشامدی!

تو مرد ہو کر امیروں کی چاپلوسی کرتا ہے انکی غلط اور احمقانہ باتوں پر ہاں میں ہاں ملاتا ہے مگر زینبؑ نے عورت ہونے کے باوجود یزید جیسے جابر بادشاہ کے سامنے سر نہیں جھکایا اور بھرے دربار میں اسکی سیہ کاریوں کا پردہ چاک کردیا کاش کہ تو اس سے سبق حاصل کرے!

گری تو یں یا لاکسی چیز کی پروا نہیں کرتے میزبان بچوں کو بھوکا پیاسا رکھتے اور سرمایہ داروں کی عیش پرستی کیواسطے فیاضی سے اپنی ساری کمائی لٹا دیتے ہیں۔ سرا سر میں — سرمایہ داروں سے اشتراک عمل پر تیار نظر آتے ہیں۔

سرمایہ داروں کی ہوس الارض میں اپنے بال بچوں کو بے دردی سے کٹوا دیتے اور بے عذر اپنی جان قربان کرکے عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بناتے ہیں۔ یہ جاہل اپنی ناداری و افلاس کا ہر وقت رونا تو روتے لیکن کبھی اس مصیبت و تکلیف کے سبب و علت معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے انکو صرف ایک بات یاد ہے کہ وہ سرمایہ داروں کو اپنی قسمت کا مالک سمجھ کر انھیں کی مہربانیوں اور خوش آمدوں سے اپنی نجات سمجھتے ہیں اور ہر بیماری کا علاج سرمایہ داروں کے رحم و کرم کو قرار دیتے ہیں اسلئے اپنی تہذیب و تمدن اخلاق، مذہب، کلچر، صنعتوں اور قوت عمل کو خوشی خوشی سرمایہ داروں کی خوشنودی کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں لیکن یہ سرمایہ داران غریبوں کی وفاداری جانثاری کی کبھی کوئی قیمت نہیں ادا کرتے وہ ہمیشہ عوام کی ذہنیت سے کھیلتے انکی جسمانی قوتوں کی آزادی سلب کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ روح و ذہنیت کو بھی عوام کے غلام بنائے رکھتے ہیں۔ عالم کے امن و امان کو ہمیشہ خطرہ میں ڈالے رکھتے ہیں نظام دفتری اپنی طمع و حرص و سرمایہ داری کے تحفظ کے لئے قائم رکھتے اور ان — غلاموں کا بار غلاموں کی گاڑھی کمائی پر ڈالتے رہتے ہیں، اقوام عالم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے انکی ذہنی، اخلاقی معاشرتی جغرافیائی، تمدنی، نسلی خصوصیات باہم تقسیم کرکے مٹا ڈالنا فرض سمجھتے ہیں۔ انھیں سرمایہ داروں نے دنیا میں انسانی بیع و شرا کی بنیاد ڈالی اور دو

ملکی کے بعد ملکوں کی تقسیم [illegible] نے کے کر تب میں ثبوت ہے کہ کرۂ ارض کو انسانی خون سے رنگا کرتے خدا کی بے زبان مخلوق پر اپنے چیلوں، عہدہ داریوں و حکام کو مسلط کرکے غریبوں کا خون چوستے رہتے ہیں۔ تجارت و حرفت کی ترقی کیواسطے قومی و ملکی صناعوں کو ناکارہ اپاہج و کاہل و کنگال بنا دیتے ہیں، یہ سرمایہ دار اپنی عیش پرستیوں، جاہ و حشمت کے لیئے اسراف بیجا کرکے دنیا کو اقتصادی تباہی میں ڈال دیتے ہیں۔

سنو! سنو! انبیاء و مرسلین کا صرف یہی کام رہا ہے کہ مخلوق خدا کو ظالم سرمایہ داروں کے پنجے سے نجات دلائیں۔ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا نہ ظالموں کو کوئی دکھ پہونچاتا ہے۔ خدا کا اٹل قانون ہے کہ جو ذرہ برابر نیکی و بھلائی پاتا ہے جو ذرہ برابر بدی کرتا ہے وہ بدی کی پاداش پائیگا [illegible] پوجا ریوں سرمایہ داروں قانون الٰہی پر ایمان لاؤ، اپنی ذہنیتوں میں تبدیلی پیدا کرو نہیں تو دھکے کھ کر چلنے والو جس قوت سے زمین کو تھرا تے ہو ردھمک کر

چلتے ہوئے اسی قوت [illegible] نہیں ہو گو مارتی اور دھکا دیتی [illegible] عمل [illegible] سرمایہ داری ہی بڑی قوت سبھی ہو [illegible] جذبات کو ٹھکرایا ہے استبداد سے بے [illegible] مخلوق کو روندنا انکی آہ و زاری نہ سننا آسان بات نہیں ہے۔ ردعمل اس وقت سے تمھیں روندنے لگا۔ قرآنی پیغام بلند آواز سے اسطرح سنا جا سکتا ہے۔ **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون**، اگر اس خدائی [illegible] [illegible] تو اپنی فوارتی ذہنیت کو موم بنا ڈاکر [illegible] سرمایہ دار انقلاب ذہنیت پر تیار نہیں تو سرمایہ پرستو [illegible] انقلاب ذہنی کرنا چاہتے اور پانے اور [illegible] زنجیروں کو توڑنا چاہئے سنو! سنو! جنتی جوانوں کا سردار حسینؑ سب سے بڑے انقلاب کا بانی حسینؑ جو انقلاب پیدا کرنے والوں کا سرتاج حسینؑ یزید کی سرمایہ داری کو چند گھنٹوں میں پاش پاش کرکے نوک نیزہ سے کاذب کو للکارتا ہے۔ [illegible] المفلحون [illegible] کا [illegible] امام حسینؑ کی [illegible] سرمایہ دار [illegible] سرمایہ داری کو ایک للکار میں بیران کئے دیتا ہے۔ [illegible] دربار یزید میں [illegible] بعد دمشق کے سامنے جب سرہائے شہداء اور [illegible] کربلا لا کر شہر لے گئے اور یزیدی سرمایہ کے دربار [illegible] تماشائیوں کے مجمع کو مخاطب کرکے پکار رہے تھے جو [illegible] کریگا اسکا نتیجہ ہوگا [illegible] آیہ کی تلاوت کی ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا، فرزند رسول [illegible] سے [illegible] سرکشوں کو [illegible] اولاد [illegible] یہاں لائے ہمارا قصہ اصحاب کہف و رقیم سے عجیب تر ہے۔ (صفحہ [illegible])

بہادر علی اکبرؑ نے اپنے بہادر باپؑ سے کہا تھا

"بابا حسینؑ! اگر میں حق پر ہوں تو مجھے موت کا ڈر نہیں"

علی اکبرؑ پر آنسو بہانے والو!

کیا

تم بھی حق پر جان دینے کا عزم رکھتے ہو؟

حسین کے خون کا انتقام!

انتقام ایک فطری شے ہے اور شریعت نے بھی نقصان کا بدلہ چند حدود کے اندر جائز قرار دیا ہے۔

جان کا بدلہ جان —— یہ ایک ایسا اصول ہے جو ہر زمانہ میں رائج رہا اور آج بھی ہر ملک میں جاری ہے! حسین علیہ السلام قتل ہوئے، ان کے اعزا مارے گئے۔ ان کے احباب کا گرم اور مبارک لہو خاک نینوا پر بے دردی کیساتھ بہا دیا گیا، انکا مال لوٹا گیا، ان کی ہر ممکن تذلیل و توہین کرنے کی کوشش کی گئی ——

فطرت انسانی اور قانون کا فیصلہ یہ ہے کہ ان سب چیزوں کا بدلہ لیا جائے۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ انتقام لیا گیا اور بڑی سختی کیساتھ لیا گیا بنی ہاشم کے ایک ایک نوجوان کے بدلے ایک ایک ہزار انسانوں کے سر اڑا دیئے گئے۔ بنی امیہ کی سلطنت کا تختہ الٹ دیا گیا یزیدی نسل کا خاتمہ کر دیا گیا شمر، عمر سعد اور ابن زیاد کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ انکے اموال کو تاراج کر دیا گیا۔ اور مختار کی خارا شگاف شمشیر نے ایسی خونفشانی کی کہ زمین عرب لہو سے رنگین ہو گئی۔

مگر شریعت اور قانون کا تو فیصلہ یہ ہے کہ ایک شخص کے بدلے میں ایک ہی شخص قتل کیا جائے، اگر قاتل نے ایک ہی ضرب لگائی ہو تو اسپر بھی ایک ہی ضرب لگائی جائے۔ پھر یہ کیا کہ کربلا کے بہتر انسانوں کے بدلے میں ۲۰ ہزار انسانوں کا لہو بہا دیا گیا؟ مانا کہ حسین علیہ السلام کی شخصیت نہایت ہی بلند پایہ تھی مگر شریعت اسکی اجازت نہیں دیتی کہ انکے قتل کے انتقام میں ایک ہزار آدمی مارے جائیں۔ چنانچہ ہمارے قول کی دلیل میں حضرت علی مرتضیٰ کا یہ فیصلہ موجود ہے۔

"بیٹا حسن"! اس نے مجھے ایک ہی تلوار ماری ہے تم بھی ایک ہی ضرب اسپر لگانا!

علی مرتضیٰ جیسے جلیل القدر انسان کے انتقام میں ایک ہی شخص قتل کیا جاتا ہے نہ کہ ہزار آدمی!

ممکن ہے کہ کہا جائے کہ امام حسینؑ کے جسم اقدس پر ہزار زخم تھے اور نہ معلوم کن کن لوگوں نے امام کو یہ تکلیف دی تھی لہذا ضروری تھا کہ ہر تکلیف کا انتقام لیا جاتا، اس لئے مختار نے قتل عام

> **حسین علیہ السلام،**
>
> **کے خون کا بدلہ آجتک نہیں لیا گیا اور نہ لیا ہی جا سکتا تھا؛ انکے قاتل آج بھی زندہ ہیں اور نہ معلوم کبتک زندہ رہیں گے! وہ کون ہیں؟ کہاں ہیں؟ اور کون انکو مار سکتا ہے؟**

کا حکم دیا۔ مگر قانون اور شریعت اس عذر کو تسلیم نہیں کر سکتے اسلئے کہ اول تو ہر اس شخص کا پتہ چلانا چاہئے تھا جسکا کوئی تیر یا جسکی تلوار امام کے جسم پر لگی اور اگر ان سب کا پتہ نہ چلتا تو محض ان کو [illegible] قطعی طور پر ثابت [illegible] اور یہ اگر سب کے جرم ثابت تھے تو جن کا ایک تیر امام کے جسم اطہر پر لگا تھا انکو بعض ایک ہی تیر مار کر بدلا جاتا جن کی تلوار سے امام کو تکلیف ہوئی تھی انکو ایک ہی تلوار ایک ہی ضرب لگائی جاتی۔ اور جس شخص نے جب ور جتنا نقصان کیا تھا اس کو ویسا ہی اور اتنا ہی انتقام کا شکار بنایا جاتا۔

قانون اور شریعت اسکو تسلیم نہیں کر سکتے کہ ایک آدمی کے بدلے ہزار آدمی قتل کر دیئے جائیں۔ اور پھر بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو میدان کربلا میں موجود بھی نہ تھے۔

میری سوچی اور سمجھی ہوئی رائے یہ ہے کہ خون حسین کا آجتک انتقام نہیں لیا گیا اور جس چیز کو دراصل انتقام خون حسین (مختار کی جنگ) کہا جاتا ہے وہ دراصل صحیح انتقام ہرگز نہ تھا۔

اس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے میں چند تفصیل پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان پر غور کرنے کے بعد ہی آپ معاملہ کی نوعیت سمجھ سکیں گے

پہلے آپ یہ فیصلہ کیجئے کہ یہ جنگ (معرکۂ کربلا) شخصی تھی یا اصولی؟ بنی ہاشم اور بنی امیہ کی دیرینہ عداوت یا حسین اور یزید کے ذاتی بغض کا نتیجہ تھی؟ یا کسی بلند مقصد کے لئے لڑی گئی تھی؟

دوسرے الفاظ میں یہ فیصلہ کیجئے کہ حسین علیہ السلام یزید سے لڑ رہے تھے یا یزیدیت سے؟ ان کی جنگ ایک فرد خاص سے تھی، یا چند غیر اسلامی اصولوں سے؟ وہ سلطان دمشق کی سرکوبی کرنا چاہتے تھے یا اس کفر و نفاق کی جو اس رنگیلے خلیفہ کی گود میں پرورش پا رہا تھا؟

جیسے حسین صاحب نفس عظیم کے متعلق یہ سوچنا کفر ہے کہ ان کو یزید کی ذات سے کوئی ذاتی پرخاش تھی، یا وہ اس لئے لڑے کہ وہ بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے اور یزید بنی امیہ کا سرگروہ علی کا لال سچا خدا پرست تھا اس نے محمد جیسے غرق ربانیت انسان کی زبان چوسی تھی اس لئے اس کی محبت اس کی عداوت اسکا ہر جذبہ اسکا ہر احساس اپنی ذات سے متعلق نہ تھا، بلکہ محض خدا کی خوشنودی کے لئے تھا، اگر حسینؑ کا کوئی عزیز یزیدی اصول [illegible] کرتے اور اگر یزید کا بیٹا ہی محمدی یا حسینی اصولوں کا حامی ہوتا تو حسینؑ اس سے محبت کرتے اس لئے کہ ان کی محبت اور ان کی دشمنی ذات سے متعلق نہ تھی بلکہ اصولوں سے متعلق تھی۔

وہ دیکھ چکے تھے کہ ان کے والد نے ایک شخص کی [illegible] کی اس لئے کہ وہ ان کے اصولوں کا مخالف تھا اور اسی شخص کے فرزند محمد بن ابی بکر کو بیٹا بنایا اسلئے کہ وہ ان کے اصولوں کا شیدائی تھا۔

کربلا کا ہیرو اسی کردار کا مالک تھا اس لئے میرے نزدیک یہ تصور بھی کفر ہے کہ اس کی جنگ دو خاندانوں کی عداوت یا دو افراد کی چشمک تھی۔

ماننا پڑیگا کہ حسینؑ کی جنگ یزید سے نہ تھی بلکہ یزیدیت سے تھی۔

امام علیہ السّلام کی اصل دشمن یزیدیت تھی جو یزید یا ستر ہزار شامیوں اور بڑا تھوں کے قتل سے ختم نہیں ہوسکتی!

قتل حسینؑ کا انتقام یزید ابن زیاد اور شمر سے نہیں بلکہ یزیدیت سے لیا جانا چاہئے، اس لئے کہ دراصل جنگ حسینؑ اور یزیدیت میں ہوئی تھی نہ کہ حسینؑ اور یزید میں ——— اور جس طرح امام کو قتل کیا گیا، ان کے خیام کو لوٹا گیا، اور ان کے اہل بیت کی توہین کی گئی بالکل اسی طرح انتقام خونِ حسینؑ کے لئے یزیدیت کا فنا کردیا جانا ضروری ہے!

اب آپ ذرا ملاحظہ کیجئے کہ کیا واقعی یزیدیت کا خاتمہ ہوگیا ——— ؟ کیا مختار کی شمشیر نے کفر و نفاق کا قلع قمع کرڈالا — ؟ کیا ہزار شامیوں کے قتل سے وہ مقصد عظیم پورا ہوگیا جس کے لئے امام نے اپنا اور اپنی اولاد کا لہو صرف کرڈالا تھا؟"

نہیں! ہرگز نہیں!!

اسلام نے ملوکیت کا خاتمہ کیا، تاجداری کے طوق کو اڑا دیا حکومت کی عنان اللہ اس کے رسول اور ان کے نائبین کے سپرد کردی مگر یزید نے ان تمام چیزوں کو برباد کرڈالا اس نے اسلامی دنیا میں امپیریلزم اور ملوکیت پرستی کی داغ بیل ڈال دی، حکومت الٰہیہ کے بجائے انسانی اور شخصی حکومت قائم کرنا چاہی مگر حسین علیہ السّلام نے اس کی ترکیبوں کو بھانپ لیا اور ملوکیت پرستی کے خلاف صف آرا ہوگئے۔

حسینؑ اور ملوکیت کی جنگ ——— حسینؑ کا قتل!

انتقام ؟

ملوکیت کا فنا ہو جانا!— مگر کیا ملوکیت ختم ہوگئی —؟ شہنشاہیت اور بادشاہت کا استیصال ہوگیا؟— نہیں۔

پھر کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ انتقام خونِ حسینؑ ہوگیا ——؟ اصل قاتل تو ابھی تک زندہ ہے شمر اور یزید تو اس خفیہ قاتل کے آلات تھے جن کو اس نے حسینؑ کے خلاف استعمال کیا تھا اور کیا خردمند دنیا یہ تسلیم کرسکتی ہے کہ محض خنجر کو توڑ ڈالنے کو مقتول کی جان کا بدلہ ہوجاتا ہے؟ مختار نے تو محض خنجر تلواریں اور وہ آلات (یزید، شمر، ابن زیاد وغیرہ) توڑ ڈالے جن سے حسین قتل ہوئے تھے۔ اصل قاتل کو وہ تلاش نہ کرسکے اور یہ قاتل آج تک ذہنیتوں کے پردوں کے اندر موجود ہے۔

حسین علیہ السلام نے سرمایہ داری شخصی امتیازات شراب خواری زناکاری اخلاقی بربادی، غلامی، عدم مساوات، فقدان اخوت، ناجائز معاشی، انتفاع ملوکیت، اور نفاق کیخلاف مجاہدہ کیا تھا آپکی جنگ اسلام اور کفر، نور اور ظلمت، رہبانیت، اور شیطنت کی جنگ تھی، آپ نے مذکورہ بالا غیر اسلامی اصولوں کیخلاف جنگ کی تھی، مگر یہ چیزیں آج بھی دنیا میں ہی نہیں بلکہ خود مسلمانوں میں موجود ہیں جب حسین علیہ السّلام کے اصل دشمن موجود ہیں، تو پھر انتقام کہاں ہوا — ؟ —

خونِ امام کا بدلہ جب ہی ہوسکتا ہے جب دنیا سے مکر و فریب ریا و دغل، دروغ بافی۔ ملوکیت، بداخلاقی، سرمایہ داری، قبیلہ بندی، مراسم قبیحہ، فسق، و فجور، خوشامد پرستی اور کفر و نفاق کا خاتمہ ہوجائے اور ان کی جگہ روحانی بلندی، اخلاقی فضلیت، مساوات اخوت، راست بازی، نیکوکاری، حریت پسندی اور سچے اسلامی اصول قائم ہوجائیں۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ان معنوں میں انتقام محال ہے مگر ایسا کرنے والا حقیقت سے دور ہوگا۔

ہمارے آئمہ نے ہم کو بارہا بتلایا ہے کہ حضرت امام العصر روحی لہ الفدا امام حسین علیہ السّلام کے خون کا انتقام لیں گے اور اسطرح لیں گے کہ دنیا سے کفر و نفاق کا خاتمہ ہوجائیگا اور ان کی جگہ عدل اور اسلام کا دور دورہ ہوگا۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرمایئے)

راکبِ دوشِ نبی

احسن رضوی دانا پوری

حسن اک رنگین عنوان سے عیاں ہو جائیگا　　آج حاصل مقصد شرح و بیاں ہو جائیگا

آج وہ نورِ تبسم ضوفشاں ہو جائے گا　　جس سے ہر آنسو جوابِ کہکشاں ہو جائیگا

راز کی کیفیتوں کا ترجماں ہو جائے گا　　جب نگاہیں بولیں گی دل زباں ہو جائیگا

زندگی کا آج وہ رخ بھی عیاں ہو جائیگا　　موت کا ہر دم اک خواب گراں ہو جائے گا

جلوہ فرما اب مرا راحت رساں ہو جائیگا　　اب علاج دردِ بے تاب و تواں ہو جائے گا

جسکی پیشانی میں تاباں ہونگی صبحیں طور کی　　جسکا نقش سجدہ سجدہ گاہ جاں ہو جائے گا

موت جسکی ٹھوکروں میں آ کے روندی جائیگی　　ہر نفس جسکا حیات جاوداں ہو جائے گا

سرنگوں ہو جائیگا سرمایہ دلری کا کلس　　اور عروج اہل نخوت رائگاں ہو جائے گا

فرشِ پا انداز ہوگی جس کی خاطر کائنات　　عرش رفعت جسکا سنگ آستاں ہو جائے گا

جسکے آگے جھلملائے گا چراغِ کبر و ناز　　جسکی سچائی سے روشن دو جہاں ہو جائے گا

لعل و گوہر سنگریزے ہونگے جسکی راہ کے　　اور زر خالص غبارِ کارواں ہو جائے گا

شرم سے گردن جھکائیگی جہاں شاہنشہی　　دولت کونین کا جو حکمراں ہو جائے گا

جب بھی ہو مسمار ہوگا بتکدہ پندار کا　　اور خودداری کا سکہ پھر رواں ہو جائے گا

فقر کے معنی رسنائے کبریا بتلائے گا　　اور مجھا کرشمہ فردوسیاں ہو جائے گا

اک ... زن ہوگا قائم ہر نظام جبر میں　　ذہنیت میں انقلاب ناگہاں ہو جائے گا

ہر مہاجن خونفشاں خونخوار ظاہر سادہ رو — اپنی ہی الجھن میں بے نام و نشاں ہو جائے گا
دل سے مٹ جائیگا باطل کی رفاقت کا خیال — کوئی گر مجبور ہوگا بدگماں ہو جائے گا
ہر طلوعِ روزِ نو دیگا پیامِ زندگی — مدح میں سازِ سحر رطب اللساں ہو جائے گا

مطلع

دل جنابِ مصطفیٰ کا شادماں ہو جائے گا — دینِ حق پیری کے عالم میں جواں ہو جائے گا
حق پرستی کا اک ایسا امتحاں جائے گا — جو کہ وجہِ بقیت کون و مکاں ہو جائے گا
جوئے خونِ آلِ عبا کے گھر سے لائی جائیگی — یعنی گھٹ کر یہ سمندر بیکراں ہو جائے گا
پھر بنائے کعبہ مستحکم بنائی جائے گی — اضطراب اک باعثِ امن و اماں ہو جائے گا
عام ہو جائے گی پھر سرمستیٔ روزِ ازل — پھر نشہ افروز رنگِ داستاں ہو جائے گا
مسکرا کر غنچۂ نورس بکھرے جائیں گے — دامنِ زہرا گل اندوزِ جناں ہو جائے گا
درسِ پیغمبر کو للچائی نظر سے دیکھ کر — دل مچل کر مائلِ طرزِ فغاں ہو جائے گا
باپ کی اک شانِ استغنا سے سر اونچا کئے — آنکھ سے آنسو سترت کارواں ہو جائے گا
جس زمیں پر پاؤں رکھدیں گے حسین ابن علیؑ — ذرہ ذرہ اس زمیں کا آسماں ہو جائے گا
جس مبارک شے میں ہوگی منفعت اسلام کی — اسکی خاطر ہر طرح واجب زیاں ہو جائے گا
چادرِ تطہیر میں پھر مے وہ چھانی جائے گی — جس سے ہر مو شہرۂ پیرِ مغاں ہو جائے گا
روح پھر حاصل کریگی وہ شعورِ مستقل — آدمی اسرارِ حق کا رازداں ہو جائے گا
پھر تصرف جسم و جاں پر ہوگا چشمِ فیض کا — پھر گدائے بے نوا نوشیرواں ہو جائے گا

یہ تو ہے احسن زمانہ جس کی کچھ پروا نہیں
وہ جو چاہیں تو خدا بھی مہرباں ہو جائے گا

قدرت کا پیغام اچھوتوں کے نام

جبتک تم اونچوں کے غلامانہ اصول کے پابند رہکر یہ خیال کرتے رہو گے کہ تم نیچی ذات میں رہنے کے واسطے بنائے گئے ہو تم آزادی حاصل نہیں کر سکتے!

جبتک تم یہ یقین نہ کر لو گے کہ برہمن جاتی نے اپنی خود غرضی کی وجہ سے ادنیٰ اور نیچ ذات بنا کر تمہاری رگوں سے بیرحمی کے ساتھ زندگی کا خون چوس کر تم کو بے جان کر ڈالا ہے۔ اسوقت تک تمکو تمہاری حیثیت کیواسطے کوئی باعزت راستہ نہیں مل سکتا۔

جبتک تم اپنے کو صرف خدا کا بندہ نہ خیال کر لو گے اور قیامت کے دن عمل کے بموجب حساب و کتاب کے قائل نہ ہو گے اسوقت تک تم میں خودداری، راوارت اور عظمت کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا، اور تم اپنے کو حقیر سمجھتے ہو۔ بے خدا کے محتاج بندوں کے غلام بنے ہو گے۔

جبتک تم ہندو مذہب کی زنجیروں کو توڑ کر دنیا کی ترقی حاصل کرنے کی کوشش میں جنگ و جدال نہ کرو گے اسوقت تک ہندو نظام اور رسم و رواج تم کو اپنے خود ساختہ قدیم دیوتاؤں کی پرستش سے نجات نہ دیں گے۔

جبتک تم اپنی قدیم تواریخ کو مرتب کر کے ان مظالم کو دنیا پر روشن نہ کر دو گے جو کہ آریہ قوم نے تم پر فتح حاصل کر کے کئے ہیں اسوقت تک دنیا کو تم سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مظلوم کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے۔

جبتک تم محمد مصطفےٰ پیغمبر اسلام کی سیرت نہ سنو گے اسوقت تک تمکو زندہ حیات باقی رکھنے کی سیاست نہیں معلوم ہو سکتی، اور نہ وہ اخلاق پیدا ہو سکتا ہے جو انسان کو ذلیل منزل سے ابھار کر سب سے اونچی منزل پر پہونچا دیتا ہے۔

جبتک تم حضرت علیؑ کی حق پسندی کی بلند مرتبہ زندگی کو معلوم کر کے اس پر عمل نہ کر دو گے اسوقت تک تم میں قوت مقابلہ اور شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی۔

جبتک تم پیارے حسینؑ کی قربانی سمجھکر اس پر عمل نہ کرو گے اسوقت تک تم کو قربانی کرنے کا سلیقہ نہیں آ سکتا۔ اور نہ تم اپنی مجبوریوں کے ساتھ اپنے حقوق کے حصول کے واسطے کوئی غیر معمولی پیدا کر کے ظلم کو ختم کر سکتے ہو۔

جبتک تم حضرت علیؑ کی اولاد کے مطالب اخذ نہ کرو گے اسوقت تک تم کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ مظلومیت کی اسیری میں کیونکر ظالم کی شان، قوت، اور حکومت کو کس طرح برباد کیا جا سکتا ہے۔

جبتک تم خدیجۃ الکبریٰ کی بلند خیالی، فاطمہ زہرا کا علم و تدبر، زینبؑ کی جرات، باقر کا صبر اپنی عورتوں کو سکھاؤ گے اسوقت تک انکی گود اس قابل نہیں ہو سکتی کہ وہ عالی ہمت نسل کی پرورش کر سکیں۔

جبتک تم ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہو کر اپنی جماعت کا ایک نیا تمدنی نظام اسطرح قائم نہ کرو گے کہ تم اپنی ذات پر خود اعتماد اور بھروسہ کر سکو اسوقت تک تم ہمیشہ اپنے ظالموں کے محتاج رہکر، اچھوت، ہریجان، نیچ ذات، چنڈال، ملچھ، اور شودر کہلاؤ گے اور تم کو غلام ہی بنا رہنا پڑے گا۔

جبتک تم اپنے بچوں کو اوسی طرح تربیت اور تعلیم نہ دو گے اور مفید نہ بنا دو گے جس طرح میرے والد مرحوم سید تشبیہ احمد رضوی وکیل انا نے مجھے بنا دیکر کوشش کی ہے تمہاری آئندہ نسل ہمیشہ۔ بزدل۔ ذلیل، اور حقیر رہیگی۔ اور اسمیں بلند ہمتی اور حوصلہ مندی پیدا نہیں ہو سکتی۔

آؤ! میں ایک شہیدی جنرل کی حیثیت سے تم کو دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنے بچوں کو تلوار مانند عکرمہ میرے ساتھ لے چلنے پر رضامند کر دو کہ میں اونکو میدان کربلا میں لیجاکر وہ درس دلاؤں کہ وہ قربانی کر کے ظالم، جابر، اور زبردست کو فنا اور برباد کرتے ہوئے تمہاری بے بس جماعت کو فتحیاب کر کے ہمیشہ کے واسطے آزاد کرا دیں۔

نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ . . . . . . اچھوت زندہ باد۔

نعرہ حیدری۔ یا علیؑ۔ . . انقلاب زندہ باد۔

خادم قوم:- سید محمد علی بشیر عرف قدرت اللہ - - - - یک سالہ شہیدی جنرل

تار کا پتہ: بوا جی بمبئی
ٹیلیفون نمبر ۳۱۴۶۹
TRADER'S-PROVIDENT
INSURANCE
Co Ltd
موجودہ زمانہ میں زندگی کا بیمہ
نہایت ضروری شے ہے
مگر اس سے صرف دولتمند اور اوسط درجہ کے لوگ ہی فائدہ حاصل کرتے ہیں؛
دی ٹریڈرس پرویڈنٹ انشورنس کمپنی لمیٹڈ
محض غریبوں اور مزدوروں کے فائدہ کیلئے قائم ۔ ہوئی ہے رقم چندہ بہت ہی کم ادائیگی کے اصول بہت آسان اور بیمہ کرنیوالوں کو ہر قسم کی آسانی
اور سہولت پہونچانے کا خاص انتظام ہے!
آج ہی اس کے قواعد و ضوابط وغیرہ منگا لیجئے۔ اور اس زرین موقع سے فائدہ اٹھائیے۔
دی ٹریڈرس پرویڈنٹ انشورنس کمپنی لمیٹڈ
ہیڈ آفس:- جان منشن سر فیروز شاہ مہتہ روڈ فورٹ بمبئی
تار کا پتہ:- بھارت بوٹ
TELEGRAM - BHARATBOT
ٹیلیفون نمبر ۳۱۳۳۲ - 31332
سارے ہندوستان کو!
بوتلیں — کارک — کیپسول!
فراہم کرنیوالی مشہور اور قابل اعتبار فرم!
بھارت بوتل کمپنی!
شریف دیوجی اسٹریٹ بمبئی ۳
بھارت بوتل کمپنی
بھارت بوتل کمپنی

از: آغا مہدی صاحب قبلہ

سردارِ جوانانِ جنت

پیغمبر اسلام کے فرزند حضرت حسین بن علی کی سیادت وہ وہ بلند فضیلت ہے جو ہرگز دلیل و برہان کی محتاج نہیں ہے عرب میں بنی ہاشم کے اثر و نفوذ عروج و ارتقا کا شہرہ ساری دنیا میں ہوا اور محمد عربی روحی فداہ بشریت کے فلاح و بہبود کیلئے مبعوث ہو کر تہذیب و معاشرت کا درس دینے میں ہرگز شرمندہ ہوا سے برتر مان لئے گئے اُن کی بزم سے ابوذر و سلمان ایسے عرفان کی مشعل لیکر اٹھے اور ظلمت کدۂ عرب کو بقعۂ نور بنا دیا لوگو دیکھ پالے ضرور اُن خصوصیات کے حامل ہونگے کبھی انسان میں نہوں۔

حسین کی طینت میں تمام بزرگیاں سمٹ کر جمع ہو گئیں تھیں اور ذات میں سیادت کی پناہ صلاحیت ہی آقائے دوجہاں صلعم سردار انبیاء تھے اور نانا کا سید الانبیاء ہونا مسلمہ حقیقت تھا تو اُسی مرسل نے اپنے وحی آموز کلام میں حسین کے باپ کو کبھی سید العرب (سارے عرب کا سردار) کہا کبھی سید المسلمین فرمایا اور تمام مسلمانوں کی سرداری کا اعلان کیا (ریاض النضرہ ۵ ج صفحہ ١٠١)

اور آخر میں سید الاوصیاء کہکر ایک جنت پر فضیلت دے سید العرب ہیں اسلامیان عصر داخل سید المسلمین کہکر بتایا کہ دنیا کے جس جس حصہ میں اسلام کی آواز پہونچ چکی ہے وہاں علی سے برتر کوئی نہیں اور یہ سب کے سردار ہیں تا آنکہ فضیلت کی روشنی ملک عرب سے شروع ہو کر تمام مسلمانوں کو گھیر لیتی تھی مگر جب سید الاوصیاء کہا تو قصر افضلیت کا کنگرہ ساتویں آسمان تک پہونچ گیا اور ایک موقع پر دنیا و آخرت کی سرداری کا ترانہ بھی زبان تک آیا اور فرمایا

کہ اے علی تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی سردار ہو انت سید فی الدنیا و سید فی الآخرۃ وہ نبوی حدیث ہے جسکو فریقین نے تسلیم کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ

آخرت کے عالم میں بھی سردار ہیں۔

ملاحظہ ہو ریاض النضرہ صفحہ ١٧١

یہ حدیث انبیاء و رسل فرشتہ، کروبین، حور و غلمان، کی سرداری کا ثبوت ہے حسین، الحسن۔ آپ کے بیٹے ہیں جو دنیا آخرت کا سردار ہے اور گرامی حسنین کی فاطمہ زہرا ہیں جنکو رسول

نے بہشت کی عورتوں کا سردار فرمایا ہے اور امام بخاری بھی اس فضیلت عظمیٰ کا اقرار کرتے ہیں۔

صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵٣٢ چھاپہ مصر ١٣١٣ھ

حضرت ام المومنین عائشہ بھی دختر رسول کے تقدیس و احترام کے ثبوت میں اس بات کا اعتراف کرتی ہیں کہ سیدۃ النساء کا خطاب پیغمبر خدا کی آخری بخشش و عطا کا پھل ہے جس کے بعد روئے زمیں کی کوئی عورت سیدہ سے برتری کا دعوہ نہیں کر سکتی۔

حسین انہیں ماں باپ کے فرزند ہیں جنکو جا بینے والے نانا نے بہشت کے نوجوانوں کا سردار کہکر فخر کائنات قرار دیا ہے پیغمبر پر رسالت ختم تھی اور وہ اپنے کلام کے آخری تفصیل بینے پر تیار نہ تھے الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ حسن و حسین سردار ہیں جوانان بہشت کے اس فقرہ کے بعد فرمایا وابوھما خیر منھما اور انکے والد ان سے بہتر ہیں یہ سرداری ذات مبارک پر ختم نہیں ہوئی بلکہ حسین کی پاکیزہ نسل بھر میں سیادت کا جوہر چمکتا رہا۔

آل محمد کی سیادت کا مظاہرہ انبیاء کی بزم میں میں ہوا حضرت نوح اور موسی اولو العزم مرسل مرتبہ کی محمدی پر گواہ ہوئے قول کلام کا خود ... بنایا جا سکتا ہے کہ سیادت اہل بیت کا اعلان بعد محمد ہی سے پہلے ہوا عیسائیوں کی وہ کتاب آسمانی سمجھی جاتی ہیں بارہ اماموں کی سیادت کے جوہر سے لبریز ہیں ملاحظہ ہو ... ہیں حق ... تیری نسل دیکھیں گے ... پرورش کرونگا اور اس سے ... بارہ سردار پیدا ہونگے۔

(کتاب مقدس پیدائش ... عہد نامہ عتیق چھاپہ مرزا پور ١٨٦٥ء)

اسمعیل کے حق میں ہیں نے سنی جناب ابراہیم کی دعا میں اشارہ ہے جو عہدہ امامت پر متمکن ہونے کے بعد آپ کی اولاد کے حق میں۔

بقیہ صفحہ ۴۴

تہنیت ولادت

از حضرت ناوک

عرش پر اک نعرۂ صلِ علیٰ پیدا ہوا
جب علیؑ کے گھر نبیؐ کا لاڈلا پیدا ہوا

دین حق کے جسقدر تھے راستے بتلا دیئے
شکر ہے خالق کا ایسا رہنما پیدا ہوا

جب یہ ہے نعمت تو میں کفران نعمت کیوں کروں
میرا شہزادہ علی کا دلربا پیدا ہوا

ہاں گنہگار و مبارکباد دینے کو چلو
ہمکو بھی بخشش کا اپنی آسرا پیدا ہوا

ہو گیا پورا خدا کا شکر نام پنجتن !!
آج یعنی خامس آل عبا پیدا ہوا

از جناب بیباک مالی۔

حسینیو! حسین کی پیروی کرو

(جناب بیباک مالی کا یہ جملہ قابل غور ہے "حسین کے ماننے والوں نے امام علیہ السلام کی شخصیت کو صرف مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھا اکمل انسان ہونے کی حیثیت سے نہیں دیکھا" کاشکہ ہم اس حقیقت کو سمجھیں اور سیرۃ آئمہ کے متعلق اپنی موجودہ روش میں انقلاب کی ضرورت محسوس کریں۔ (مدیر)

میں دیکھا ہوا ہے۔ آج کل صحرائی جانوروں کو۔ جنگلوں اور بیابانوں میں بھی اپنی جان کا اتنا خوف لاحق نہیں ہے جتنا حضرت انسان کو اس دور ترقی میں لاحق ہے! آخر کیوں؟ یہ انتشار کیوں؟ پریشانی کیوں؟

میرے خیال سے چونکہ ہر قوم و ہر متنفس اپنی ایمانی جھلک کو کھو کر مذہب سے متنفر ہو کر منفعت و حصول جاہ اقتدار کی جد و جہد میں لگا ہے اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے وہ ہر جائز یا ناجائز ذریعہ اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ اسے نہ ضمیر کی ملامت کا خیال ہوتا ہے، نہ مروت و محبت کا لحاظ نہ انسانیت و شرافت کے اصول کی طرف اس کا رخ ہے، نہ ہمدردی و دلسوزی سے اسکو دلچسپی ہے۔ اسلئے مادیت بڑھتی جاتی ہے، روحانیت کا فقدان ہوتا جاتا ہے ایسی صورت میں "حسینی پیغام بمبئی" کی یہ خواہش کہ سیرت حسینی علیہ السلام پر نئے زوایہ سے روشنی ڈالی جائے بالکل درست ہے یہ اس کے قومی و ملی درد مند ہونے کا نتیجہ ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ حسین کے نام لیوا ہونے کے بعد، اس سیرت مبارکہ کے تیرہ سو سال دھرانے کے بعد بھی قوم اسی دہریت کی رو میں بہی چلی جا رہی ہے اور صلح جویانہ جذ[illegible] دامن پسندانہ خیال!! تو سے معرا ہے، عادات حسنہ و اطوار پسندیدہ کی اسکے دلوں میں کوئی اہمیت و وقعت [illegible]

ہے بلکہ بے اعتمادی اس کا جوہر ہے، وعدہ خلافی اس کا شعار ہے، خوف و ہراس میں گرفتار ہے، خوشامد و تملق سے اسے گریز نہیں ہے بس ذاتی [illegible]

حسینؑ کا آخری قول تھا

"عزت کی موت اچھی ذلت کی زندگی سے"

کیا تم بھی ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دیتے ہو؟

و نمود چاہتی ہے اور خود غرضی کے جال میں پھنسی ہوئی ہے ان ذوات قدسی صفات نے جس کے دامن سے یہ قوم متمسک ہے جیکی تاسی کا دعویٰ کرتی ہو جس کے وسیلے سے حیات بعد الممات کا سکون چاہتی ہے ان میں کی کوئی فرد ایسا نہ تھا جس نے انہیں دینی و دنیاوی مقاصد کے حصول کے طریقوں سے آگاہ نہ کیا ہو، معاشی و معادی زندگی کے راستوں کو بتایا نہ ہو سمجھایا نہ ہو اور ہر زمانہ و وقت میں عمل کر کے دکھلایا نہ ہو خواہ زمانہ نے کتنی ہی انقلابی صورت کیوں نہ اختیار کی ہو۔

!! منظر مہدوہ انقلاب جو دور عیسوی کے ختم ہونے کے بعد عرب میں رونما ہوا کہ کفر و ضلالت کے سوا کسی اور شے کا نام نہ تھا۔ مادیت کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ بنی آدم [illegible] جہالت میں پڑے ہوئے بتوں کی خدائی و شیطان کی رہنمائی پر ناز و فخر کرتے تھے بدکاری و بداخلاقی کو زیور سمجھتے تھے۔ شراب و کباب کا زمانہ تھا چنگ و رباب کی دلکش و ترنم زیر صدا ملی سے دل بہلتا تھا بغض و حسد کی ترقی نے عرب کے ریگستان کو بہتے ہوئے خون سے لالہ زار بنا دیا تھا اور یہ ننگ شرک و الحاد کی حد پہنچ گئی تھی کہ بیت اللہ تین سو ساٹھ مصنوعی خداؤں کا مسکن بن گیا تھا کہ یکایک مہر رسالت طلوع ہوا جس نے سوتی دنیا کو جگا دیا اور عرب کے ماحول میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر دی گو مادیت کے پرستاروں و ظلمت و کفر کے گرفتاروں نے اپنی سعی کرنی چاہی مگر خدا کا وعدہ پورا ہو چکا تھا انبیاء کا سردار رحمت اللعالمین بنکر گلشن ہدایت میں آچکا تھا کسی کی کچھ نہ چلی۔

یا وہ انقلاب ہو کہ بعد وفات جناب سرکار رسالتمآب صلعم ظہور پذیر ہوا کہ اچھی خاصی دنیا سلجھی سلجھائی دنیا۔ خدا و رسول کی شیدائی دنیا [illegible] کے بعد دوسری نظر آنے لگی اور نام نمود کی خواہشمند فردیں لالچ سے بھرے ہوئے اقدام کرنے لگیں اور انھیں اپنی قدیم کلی صفات کی فعویت نے یہ سوچنے کا موقع ہی نہ دیا کہ اسلام برباد ہو جائیگا اور اسلامی روایات لٹ جائیں گی۔ ہمیں ایسی سازشیں نہ کرنا چاہئے جس کا نتیجہ ان انسانیت سوز انسانوں کی طرف سے اول اول جو نکلا وہ علی ابن ابی طالب کی شہادت تھی۔ یا عموماً دنیا کے لئے خصوصاً اسلام کے لیے وہ تعجب خیز و حیرت انگیز انقلاب کہ نواسہ رسول کو روضہ رسول میں دو گز زمین نہ دیگا سکے اور وہ اس جنازہ مطاہرہ جناب امام حسن علیہ السلام پر تیروں کی بارش ہو۔ یا وہ حیرت خیز انقلاب تعجب انگیز انقلاب کہ جس میں انقلاب، تہذیب و تمدن میں انقلاب [illegible]

نظریۂ اخلاق میں انقلاب، سیاسی عقیدوں میں انقلاب
اقتصادی نظام میں انقلاب، اصول تملک میں انقلاب
غرض زمین سے آسمان تک انقلاب ہی انقلاب
گیا انقلاب کیا تھا ایک وبال جان بن گیا تھا جس سے غارتگری
فتنہ پروری، خونریزی وفساد کی پرورش ہو رہی تھی
جنگ وجدل جاری تھا مصائب وآلام پھیلے تھے،
بداخلاقی وبدا طواری بڑھتی جاتی تھی، خدا ورسول
کا خوف اُٹھ گیا تھا، احکام قرآنی پس پشت ڈال
دیئے گئے تھے۔ شریعت گریاں واسلام بریاں
نظر آتا تھا جس اسلام کے بچانے کے لئے شریعت
کے قائم رکھنے کے لئے ربیت وبربریت کو مٹانے
کے لئے صفات حسنہ کی بحالی کے لئے، ایمان و
ایقان کی استواری کے لئے، امن وامان کے قیام
کے لئے اور اطمینان طمانیت بخشنے کے لئے سلاح
میں حسین علیہ السلام اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان تمام
انقلابات کو جو دنیا کے تمام انسانوں کو پھونک دینے
والے تھے مٹا کر ایک ایسی ہستی کا یقین دلا دیا جو عالمین
کی خالق ہے اور جو ہر انسانی کے اچھے و بُرے کاموں
کو دیکھتی ہے اور اچھائی و برائی کے اعتبار سے سزا و جزا
پر قادر ہے۔

پھر کیا تھا دریا کا رخ بدل گیا اپنی کمزوریاں
آپ نظر آنے لگیں اور ظالم سے نفرت مظلوم سے ہمدردی
کا جذبہ بھڑک اُٹھا شرافت وانسانیت سے اُنس پیدا ہو گیا
اور ضمیر کی کا خیال ذہن نشین ہو گیا جس کی یاد آج تیرہ
سو برس سے حسینیوں میں منائی جاتی ہے مگر پھر بھی۔
حسینیوں کی قومی وملی زندگی تنزل کی طرف نہایت
تیزی کے ساتھ گامزنی کرتی چلی جاتی ہے جس کی وجہ
بجز اس کے کچھ نہیں کہی جا سکتی کہ حسین علیہ السلام کے
ماننے والوں نے امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کو صرف
مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھا مکمل انسان جامع الصفات
ہونے کے نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا۔

صرف انکی نگاہ اس طرف رہی کہ حسین علیہ السلام
ہماری حیات بعد الممات کے پرسکون بسر ہونے کے ضامن
ہیں ہماری نجات آخروی کے ذمہ دار ہیں ہیں اپنے
اعمال بدکی سزا سے پیش پروردگار بچا لیں گے۔
دوزخ وبرزخ وفشار قبر وغیرہ کی تکلیفوں سے ہم انکی
بدولت محفوظ رہیں گے۔ ہم حسینؑ کے ہیں اور حسین ہمارے
ہیں۔ لیکن انھوں نے اس نظر سے کبھی نہ دیکھا کہ حسین
شمع ہدایت ہیں حسینؑ کی ذات بنی نوع انسان کے لئے راہنما
ہے بلکہ تمام مخلوق عالمین کی ہادی ہے حسین علیہ السلام

نوجوانانِ ملت!

قاسم کا وہ قول یاد کرو "موت مجھے شہد سے زیادہ
پیاری ہے"! بزدل یہ قول سن کر روتا ہے
اور بہادر مسکراتا ہے
تم بہادر رہو، قاسمؑ کے اس قول کی قدر کرو
اور موت سے ڈرنا
بھول جاو

کی سیرت کا مطالعہ کرنے والا بشرطِ ارادہ انسانیت
کے تمام اعلیٰ مدارج طے کر سکتا ہے۔
جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ذخیرہ
اس قسم کا نہیں ہے۔ کوئی کتاب اس عنوان کی نہیں
ہے جو حسین علیہ السلام کی معاشی زندگی کے کارنامے
ہمارے سامنے پیش کرتی ہو اور آپ کی سیاسی زندگی
اقتصادی زندگی، تمدنی زندگی کو سامنے لا کر رکھتی
ہو اور بین الاقوامی قوانین کو ظاہر کرتی ہو حالانکہ ان
ان سب شعبوں پر آپ نے اپنی زریں زندگی کے قیمتی
لمحات میں روشنی ڈالی اور روز عاشورا تو صرف
چند گھنٹوں میں اس عنوان سے دنیا کے سامنے پیش
کر دیا کہ آج تک دنیا کی کوئی فرد اس انداز سے
روشن کرنے میں نہ کامیاب ہوئی نہ آئندہ کسی کی
کامیابی کی امید ہے مثلاً باطل کے سامنے سر نہ
جھکانا۔ حق کے لئے کسی بڑی سے بڑی طاقت سے
مرعوب نہ ہو۔ ظلم کی حمایت نہ کرنا، ارتقائے انسانی
کے لئے اپنے ذاتی وقار کو خندہ پیشانی کے ساتھ
ملیامیٹ کر دینے میں جھجک نہ محسوس کرنا، اصول
روحانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دشمنوں سے بھی
بغض وکینہ نہ رکھنا اور اس روحانی طاقت سے اپنی
اولادوں کے خون کا بدلا لینے کی خواہش نہ کرنا۔
جس کا ذرا سا خیال بھی یزید کی سلطنت و فوج
تختہ الٹ دیتا بلکہ برعکس اس کے عمر ابن سعد
ملعون کو بلا کر پند ونصائح سے کام لینا صلح کی
کوشش کرنا اور سمجھانا کہ دیکھو تم لوگ ظلم سے باز آؤ
مجھے سلطنت اور مال ودنیا کی ہوس نہیں ہے میں
امن وسکون کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں اور خدا
کا وہ پیغام جو بنی نوع انسان کو سچا راستہ بتانے
کے لئے اس کے رسول کی زبانی تم تک آیا ہے اس
سنہرے خدائی قانون پر عمل کر کے آج تم لوگوں
کو عملی دعوت دیرہا ہوں تاکہ دنیا گمراہ نہ ہو۔
آج تیرہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی
دنیا یہی کہتی دکھائی دے رہی ہے کہ حسین حکمت کے
گرو تھے انجات دہندہ تھے۔ تہذیب ومعاشرت
کے مصلح تھے۔ دنیا کے لئے شمع ہدایت تھے۔
صداقت کی جان تھے۔ حق کے حامی تھے۔ آپ نے
ظالم ومظلوم کے فرق کو ظاہر کر دیا نسلی وقومی و
ملکی امتیازات کو مٹا دیا ہر کسی کے معنی بتا دیئے خدا
پر یقین قائم کر دیا۔ اسلام کو بچا لیا۔ سرمایہ داروں کے
تفاخر وغیرہ کو مٹا دیا۔ مزدوروں کی قدر وقیمت
بڑھا دی وغیرہ تاہم ہم اپنے فرائض کی انجام دہی
میں خاطر خواہ کامیاب نہیں ہوئے اسلئے کہ ہم میں
افتراق، پراگندگی، جہالت، ادبار، نکبت،
افلاس، ضعف عمل، ضعف احساسات،

ہمدردی کا فقدان، ترکِ واجبات، معاصی پر جسارت ضعفِ اعتقادات، سب کچھ موجود ہے حالانکہ ہم پشتہا پشت سے سیرتِ حسینی کا مطالعہ کرتے چلے آتے ہیں۔

اب اس افسوسناک حالت کا سبب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ہم نے اپنی تمام تر توجہ مظاہرات و مجالس و تصانیف وغیرہ سے صرف معادی زندگی کی فلاح و بہبود کی طرف کرلی اور نجات کے اطمینان و حسینیت کی بیڑا کوثر و سلسبیل کے ٹھنڈے و خوشگوار چھینٹوں،، جس کے ہم یقینی و لازمی مستحق ہیں جس میں کسی قسم کے واللہ شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیں حسین علیہ السلام سے حقیقی محبت ہے اور حسینؑ خدا و رسول کے پیارے ہیں،، فانی دنیا کے مصائب و آلام کے جھیلنے پر آمادہ کردیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کی اس زریں سیرت کیطرف ہماری نگاہ نہ اٹھی جو اپنے لئے نیز عام بندگانِ خدا کے لئے معاشی زندگی کے فلاح و بہبود کا راز اپنے دامن میں رکھتی ہے اور نہ ہم نے اُن افادی پہلوؤں پر جو خاص طور سے سیرتِ حسینی میں نمایاں ہیں کبھی آنے والی نسلوں کے لئے روشنی ڈالی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم نے تصانیف سے بھی کام لیا لیکن قریب قریب تمام ہماری تصنیفیں جو اس ضمن میں ہوئیں خواہ نظم میں ہوں یا نثر میں سب کی سب زیادہ تر معادی نقطۂ نظر سے پر ہیں اور واقعات کے ساتھ ساتھ حیات بعد الممات ہی کے لئے کافی ہیں کسی میں معاشی زندگی سے بحث نہیں۔

لہٰذا ایسے موقع پر جبکہ طاقت ور کمزور کو۔ قوی دستِ ضعیف کو مٹانے پر کمر بستہ ہے۔ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نگل جانے کو تیار ہیں جس کے لئے مجلس اقوام کی تشکیل ہوتی ہے سیاسی نظریات بنائے جاتے ہیں نئی نئی اسکیمیں و تحریکیں منصۂ شہود پر آتی ہیں۔ معاشرتی نظریے اور مجلسی اصول پیش کئے جاتے ہیں ضرورت ہے کہ ہم اربابِ دین و رہنمایانِ ملت کی معاشی زندگی کے ان جواہرات کو ملک و قوم و مذہب کے سامنے لائیں جو اس پر آشوب دور میں ہمارے سکون و امن و بقا کا باعث ہوں جس کے لئے اگر آئمہ طاہرین کے شہادت کے زمانہ ہمارے لئے زیادہ مفید نہیں ہیں کیونکہ ایام میں ہمارے غمزدہ دل، مجروح قلب، پریشان کن

حسینؑ کی بھوک اور پیاس پر رونے والو

اگر مذہب پر آنچ آجائے تو کیا تم بھی اسی صبر و استقلال سے بھوک و پیاس کو برداشت کرسکو گے؟

اگر تمہارا جواب ہے "ہاں" تو تم پر اللہ کی رحمت ہو اگر تمہارا جواب ہو "نہیں" تو اپنے آنسو پونچھ ڈالو کیونکہ حسین کو صرف عمل پسندوں کے آنسوؤں سے محبت ہے!

دماغ کو بجز ان مصائب و آلام کے دہرانے کے کوئی دوسرا کام پسند ہی نہ آتا اور ہمارا دل و دماغ ان مصائب و آلام کے مظاہرات ہی کو دنیا کے سامنے پیش کرنا فریضۂ محبت تصور کرتا ہے تو انکی ولادت باسعادت کے مبارک ایام جبکہ ہماری فرحت و انبساط کی نزلیں بہت بلند ہوتی ہیں، قلب جگر مسرور ہوتے ہیں، ہمارے رگ و پے میں خوشی کا خون بنکر دوڑتی ہے اسکے لئے بہت موزوں ہیں کہ ہم سیرتِ ائمہ طاہرینؑ کے ان افادی پہلوؤں کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور اپنی آئندہ نسلوں کو تعلیم دیں جو حضرات نے کر کے دکھائے ہوئے۔ اخلاق کو بنایا، علمی تہذیب کو ابھارا۔ برباد ہونے والے تمدن کو بچایا، شرافت و انسانیت کا اصول سمجھایا، وفاداری، ہوشمندی، صلح و آشتی و ہمدردی و خیرخواہی کا پیغام پہنچایا، محبت و جفاکشی کا سبق پڑھایا، پیشہ کو محسن بنایا اور ملک و قوم و قبیلہ و خاندان و اہل و عیال کے ساتھ دنیا کی زندگی بسر کرکے عملاً دکھلا دیا کہ دیکھو صحیح ایمان لانے والوں کو۔ سزا و جزا کا یقین رکھنے والوں کو یوں زندگی بسر کرنی چاہئے۔

پس ۳۔ شعبان المعظم کی تاریخ بھی انہیں مسعود و مبارک تاریخوں میں ہے جن میں سیرتوں کے نشر کی ضرورت ہے لہٰذا اس تاریخ پر مومنین کو جناب امام حسین علیہ السلام کی سیرت پر اس عنوان سے روشنی ڈالنی چاہئے کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ آج وہ بلند ترین ہستی کا شایۂ ثبوت میں آئی جو معاشی و معادی تعلیمات کا آئینہ میں عکس ہے جناب سرورِ کائنات صلعم کی، آئینہ ہے مولائے مومنین و مومنات کی تنزیہ بار، وجگر جناب سید المرسلین خاتم النبیین کی اور مقام ہے سیدالوصیین امیرالمومنین کے نائب کی جو صفتوں میں بے مثل تھا بے مثال تھا جس کا نام نامی حسن مجتبیٰ ہے جسے فخر تھا کہ اُسے حسین جیسا بھائی "دو یگانہ دریائے مجمع البحرین" قسمت نے عطا کیا ہے۔"

حرملہ کا تیر علی اصغر کے گلے کو چھید گیا

بچہ دم توڑتے ہوئے مسکرا دیا۔ کیونکہ بہادر موت سے مسکرا کر ہی کھیلتے ہیں!

کاش کہ

ہم بھی علی اصغر جیسے بہادر بن جاتے!

زندگی کا بیمہ،
جنگ
کے دوران میں نقصان اور اتلاف مال سے بچنے کا واحد ذریعہ ہے اس سے
نفع اور آزادی میں اضافہ ہوتا ہے
یہ اس خطرناک زمانہ میں ایک یقینی امداد کا واحد ذریعہ ہے
زندگی - آگ - موٹر
میرین اور مزدوروں کو حادثہ کا معاوضہ
آج ہی اور ابھی بیمہ کرائیے۔ مزید تفصیلات ہم سے دریافت فرمائیے
اے دھرمسی
آفس کے ٹیلیفون نمبر
۲۰۲۱۲
۳۴۰۴۷
20212
34047
مکان کا ٹیلیفون نمبر
۴۴۶۳۰
44630
ٹامرین ہاؤس۔ ٹامرین لین !!
فورٹ بمبئی

تو نغمے پڑھتے تھے آج ایک فرزند خلیل و بیل کی نسل عالم میں کروڑوں کی تعداد میں پھیلی ہوئی ہے حضرت عیسٰے کی تو کوئی نسل ہی نہیں جس سے وہ مراد ہو سکیں) اور اسکی عمر دراز ہوگی حسین کی نسل اور معنوی حیثیت کی بنا پر) اور خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ کے وسیلے بر آویگی (یسعیاہ باب ۵۳ ایت الغایت ۱۰)

نبی نے بھی مقام شہادت کو امام حسین کے معین کر دیا ہے کیونکہ رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین میں فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہوا ہے (یرمیاہ باب ۴۶ آیت ۱۰) اور حضرت داؤد نے بھی مقام شہادت کا صاف پتہ دیا ہے وہ ہمنے اس کی خبر فرات والے جنگل سے متعلق سنی ہے اور ہمنے دشت بلاخیز (کرب و بلا) میں دیکھا ہے (زبور ۱۳۲ - آیت ۶)

(۵) چالیس سال کی عمر میں خدا کا شکر یہ ان نعمتوں پر جو حسین کے بزرگوں اور خود امام حسین پر خدا کی طرف سے نعمتیں عطا ہوئیں

(۶) عمل صالح کی دعا جسپر خدا راضی ہو اس عظیم شہادت سے بڑھکر حسین کا وہ عمل صالح جو دنیا کے اعمال صالحہ سے بڑھا ہوا تھا کیا ہو سکتا جس پر خدا نے اپنی رضامندی کی یہ فرمکر مہر ثبت کی (یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی)

اے مطمئن نفس والے راضی و مرضی حالت میں میری طرف پلٹ آ اور میرے مخصوص بندوں سے مل جا اور میری جنت میں داخل ہو۔

(۷) ذریت صالحہ کے پیدا ہونے کی دعا اور دعائے خلیل کی طرح اوسکی قبولیت ذاموں کا نسل حسینی میں پیدا ہو!

(۸) خدا سے پر خلوص توبہ اور اپنے مسلمان ہونے کا یقین اور وہ بھی ایسا غیر متزلزل یقین جس کی بنا پر بال بچے عزیز اقارب دوست تین روز میں کٹا دیئے۔ وہ راسخ الاعتقادی جس نے اسلام کو نئی زندگی بخشی جسکی نظیر تاریخ میں نہیں۔

دنیا کے سب سے بڑے تین مذہب ہیں۔ ہندو۔ عیسائی۔ مسلمان۔ جنھوں نے امام حسین کی غیر فطری پیدائش و پرورش کی پیشینگوئی کر رکھی تھی یا کہ حسین پیدائش سے پہلے ایک شخصیت کے کہلاتے تھے ... مذہب بلکہ یہودیوں کے بھی

بولتی تفسیر قرآں کی

(از حضرت وحشی جون پوری)

نمو کے جوش نے صورت وہ بدلی ہے گلستاں کی
نچھاور جس پہ ہو جائیں بہاریں باغ رضواں کی

حسین آئے زمانہ مطلع انوار ہوتا ہے!
نگاہوں میں کھبی جاتی ہے تابش بزم امکاں کی

نبی کا دلبر خوش خو حسن کا زینت پہلو
امانت سیدہ کی بولتی تفسیر قرآں کی

ہلاکت کے بھنور میں تہہ نشیں ہوتے جہاں والے
نہ کرتے ناخدائی گر جہاز اہل عصیاں کی

زمانہ دولت اسلام سے محروم ہو جاتا
اگر شبیر سر دیکر نہ رکھتے بات ایماں کی

میں صدقے اپنی وحشت پر جو کام آئی تو اے وحشی
کریں گے جا کے اب صحرا نوردی باغ رضواں کی

رباعی

منور کربلائے پاک کا میدان سارا ہے — بنا عباس کا بازو مگر اس بیکسی میں بھی!!
رخ پاک حسین ابن علی روشن ستارہ ہے — بہتر نوجوانوں کی جوانی کا سہارا ہے

ہم اے۔ آر۔ پی کی حسب ذیل ضروریات کے اعلیٰ ترین تاجر ہیں!

پیتلی اسٹرپ پمپ

اسٹیل ہیلمٹس (آہنی ٹوپیاں)

فرسٹ ایڈ کارڈس (فوری امداد مجروحین کے کارڈ)

اینٹی گیس سوٹ (گیس سے بچنے کا لباس)

اے۔ آئی۔ بامب شیلڈس (بموں سے بچنے کی ڈھال)

وسلس۔ بیجیس (سیٹیاں تمغہ جات)

شاول۔ بکٹ (پھاوڑا۔ بالٹیاں)

وغیرہ

ریڈیل آرٹ فلس

گیس ماسک (گیس سے بچنے کا آلہ)

سرجکل ہاورسکیں

اینٹی گیس آئی سیلڈس (گیس سے بچانے کی ڈھال)

ڈیبری ایکویپمنٹ (بموں کے ٹکڑوں سے بچنے کا سامان)

کروبراس اوس (طویل آہنی سبل)

گم بوٹس۔ ٹیلیس (ربر کے بوٹ۔ اور حملہ کی خطرہ سے اطلاع دینے کا آلہ)

وغیرہ

وزیر علی لمیٹڈ

اے۔ آر۔ پی۔ اسپیشلسٹ

پراسپکٹ چیمبرس۔ ہارنبی روڈ فورٹ بمبئی

ٹیلیفون نمبر ۳۳۶۵۰ 33650 ٹیلیگرام "پیورکم" PURECOM

از جناب سید ابو محمد صاحب۔

کیا حسین ہم سے خوش ہو سکتے ہیں؟

(یہ مقالہ ضرور پڑھئے، قوم کی حالت پر نظر ڈالئے اور پتہ لگائیے کہ ہم کہاں تک حسین کے نام لیوا حسین سے کیا امید کر سکتے ہیں! یہ اس مقالہ سے معلوم ہوگا ---- (مدیر)

آج سے تیرہ سو سال قبل کربلا کے جنگل میں دنیا کے سب سے بڑے انقلاب پسند رہنما نے ملت اسلامیہ کو زندگی کے راستے بتلائے تھے مگر کیا آج یہ راستے کھلے ہوئے ہیں!----

ہم مجلسیں کرتے ہیں، ماتم کرتے ہیں، حسین کے نام پر آنسو بہاتے ہیں، حسین کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں، حسین کے نام پر روٹیاں اور مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، تعزیے رکھتے ہیں، تابوت اٹھاتے ہیں، ذوالجناح نکالتے ہیں، غرضکہ وہ تمام مراسم ادا کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا ادا کرتے آئے تھے مگر کیا اس کے بعد بھی ہمکو یہ حق پہونچتا ہے کہ ہم خود کو حسینی کہیں؟ کیا ہم اس قابل ہیں کہ خود کو اس زبردست پیغام کا حامل بتلائیں، جو تلواروں کی جھنکاروں میں کربلا میں سنایا گیا تھا؟ کیا ہم اس لائق ہیں کہ خود کو حسینی سیرت کا مکمل نمونہ کہہ سکیں؟!

سچ پوچھو تو، نہیں، بالکل نہیں قطعی نہیں!

اگر آج حسین علیہ السلام ہمارے درمیان میں ہوں۔ اور ہماری حالت دیکھ لیں تو رنج سے انکا کلیجہ پھٹ جائے جس قوم کی زندگی کے لئے انھوں نے کربلا کی عظیم الشان قربانی دی وہ قوم اب دم توڑ چکی ہے، اس میں یادگاری رسوم ہے مگر جوش و انہماک نہیں، جمود اور بے حسی ہے مگر عمل اور حرکت نہیں، موت کی سی غفلت ہے مگر زندگی کی سی بیداری نہیں، اس میں ہر شے کے سامنے دب جانے کی بزدلی ہے مگر پہاڑوں کا جگر شق کر دینے والی بہادری نہیں، دوسروں کے رحم و کرم پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر زندگی کی تمنا ہے مگر تاریخ کے دھارے کو موڑ دینے کا عزم نہیں ---- کیا حسین علیہ السلام کی شہادت کا مقصد ایسی ہی قوم ہو سکتی ہے؟ کیا حسین علیہ السلام ...

... ایسی ہی بے حس، بے عمل، بے ہمت، قوم پرست، قوت و طاقت سے محروم، مفلوج اور بزدل قوم کو بچانے کے لئے لڑے ہوئے تھے؟

امام حسین علیہ السلام نے قوم کو گھن لگا دینے والے جمود کے خلاف اور ظلم کے خلاف حرکت کا ثبوت دیا، انھوں

اے نوجوان!

تو علی اکبر کا سینہ مجروح دیکھ کر روتا ہے۔
مگر اس سینہ میں مچلتی ہوئی بہادری کو نہیں دیکھا!
کیا یہی محبت کی دلیل ہے!

نے ان تمام عناصر کو تباہ کر ڈالنا چاہا جو قوم کی زندگی کے لئے مہلک ہو سکتے ہیں، وہ ان تمام اداروں کو تاراج کر ڈالنے پہ تلے ہوئے تھے جو قوم کی ذہنیت بگاڑ ڈالنے والے ہوں مگر آج پھر وہی جمود ہے، وہی تباہ کن عقائد ہیں، وہی تاراج کر ڈالنے والا نظام ہے اور قوم اس میں گرفتار ہے ---- کیا حسین اس سے خوش ہو سکتے ہیں!

امام کی خواہش یہ تھی کہ ایک ترقی یافتہ انقلاب پسند، متحرک اور زندہ قوم کی تشکیل کی جائے مگر آج وہی قوم جو انکی نام لیوا ہے افلاس، جمود اور ذلت کی شکار ہے!

حسین ایک عمل پسند انسان تھے انکو نام سے نسبت رکھنے والے غلاموں سے محبت تھی حسینی نام سے محض اس لئے خوش نہیں ہو سکتے کہ تم اسے ملکوتی نغمے جیسے ہو یا تمکو دوسرے لوگ محبان حسین کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ تم سے تبھی محبت کریں گے جب تم اپنے عمل سے خود کو سیرت حسینی کا علمبردار ثابت کرو۔ حسین علیہ السلام عمل پسند دوستوں کے طلبگار ہیں محض زبانی دعوائے الفت کرنے والوں کو ان کے دربار میں کوئی دخل نہیں، ان کے دوست وہی ہیں جو انکے اصولوں پر عامل ہوں وہ نہیں جو ان کے اصولوں سے عملی انحراف کر کے ان کے نام پر غریبوں کو جنت دینا ہی ایمان تصور کرتے ہوں!

حسین نہ تو ہماری مٹھائیوں کے خواہشمند ہیں اور نہ ہماری نذر و نیاز کے وہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم سیرت حسینی پر عامل ہوں، سیرت حسینی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیں اور اس ملت اسلامیہ کے ارتقاء کی ہر ممکن کوشش کریں جس کی خاطر امام نے اپنی جان تک قربان کر دی تھی۔

حسین ایسے نوجوان نہیں چاہتے جو سال بھر عیاشیوں میں گزاریں، راتیں سینما اور شراب اور بازاری کی نذر کریں دن سونے اور تاش کھیلنے کے لئے وقف کر دیں، دنیا کے تمام مسائل سے بیگانہ رہتے ہوئے ہر قسم کی بداخلاقیوں کے شکار ہو جائیں مگر جب محرم آئے تو کالے کپڑے پہن کر ماتم شروع کر دیں اور اسی کو اپنی نجات کا آخری وسیلہ تصور کر لیں!

ان کو تو ایسے نوجوان درکار ہیں جو موت کو شہد سے زیادہ شیریں تصور کریں حق کی خاطر مر جانا کھیل سمجھیں اور ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے سے گریز نہ کریں!

حسین ایسے بوڑھے شیعہ نہیں چاہتے جو دن بھر گھر میں بیٹھے بچوں کو بزدلی اور کاہلی کا درس دیں، رات کو عشق کی داستانیں سنا کے بچوں کو سلائیں۔

بقیہ مضمون دوسری صفحہ

بقیہ، کیا حسین جیسے خوش ہو سکتے ہیں

اور خرم میں ایک جگہ جمع ہو کر رولیں اور اسی میں اپنی
نجات تصور کریں، وہ حبیبؑ اور مسلمؑ جیسے جانباز اور
سرفروش بوڑھے چاہتے ہیں جو ملت اسلامیہ پر آنچ
آنے سے پہلے خود اپنی جانیں اسلام پر فدا کر دیں اور
اور بڑھاپے میں بھی تیروں کی باڑھوں اور تلواروں
کی چھاؤں سے لگاؤ باقی رکھیں۔

وہ ان بزدل اور جاہل عورتوں کی گریہ وزاری سے
کیسے مطمئن ہو سکتے ہیں جو سال بھر پلنگ توڑتی رہیں،
جنھوں نے کبھی بچوں کے دل میں اسلام پر مرمٹنے کا
وہ جذبہ پیدا نہیں کیا جو کربلا کی عورتوں نے اپنے بچوں
کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا جنھوں نے غلط مراسم کو
اپنے گھروں میں رائج کر کے ملت کو مفلوج اور رسم
پرست بنا ڈالا، وہ تو قوم کی عورتوں کو اس سانچے میں
ڈھالنا چاہتے تھے جس سانچے میں کربلا کی عورتیں ڈھلی
ہوئی تھیں ــــ وہ شیر دل عورتیں ہی حسین کے دربار
میں جگہ پا سکتی ہیں جو زینب اور ام کلثوم کی طرح یزید
کا تخت الٹ دینے کا عزم رکھتی ہوں!

آج حسین کے معیار کے مرد قوم میں ہیں نہ
حسین کے معیار کی عورتیں جسین جیسی قوم بنانا چاہتے
تھے ویسی قوم کا سایہ بھی نظر نہیں آتا۔ حسین عزم و ہمت
کے پتلے تھے، ان کا نام لینے والے مسکینی اور بزدلی
کے پیکر بنے ہوئے ہیں اور ہم حسینیؑ ہے امید کرتے
ہیں کہ حسین ان سے محبت کریں اور ان کے بے عمل
آنسوؤں کی قدر کریں۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر حسین آج
دنیا میں تشریف لائیں اور ہماری حالت ملاحظہ
کریں، تو وہ ہم سے اظہار محبت تو نہ کریں، ہاں
ہمارے لیے اصلاح کی دعا ضرور فرمائیں۔

از مولانا نذر رضا لقمان صاحب قبلہ ممتاز الافاضل۔

بائبل کا نوحہ

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی امتیازی خصوصیات
میں سے چونکہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت
باسعادت کے موقع پر بھی آپ کے دردناک مصائب کا
تذکرہ ہوا جسیں آپ کے جد و پدر اور مادر و برادر علیہ السلام
نے اشکباری فرمائی لہذا کچھ بیجا نہ ہوگا اگر ہم حسینی پیغام
کے اس مخصوص نمبر میں جو کہ آپ کی ولادت باسعادت کے
موقع پر نکالا جا رہا ہے بائبل کے اس نوحہ کا تعارف کرائیں
جسے ہم میں سے بہت ہی کم حضرات جانتے ہیں اور جو غالباً
ابھی تک اخباری دنیا میں بھی نہیں آیا ہے۔

اردو بائبل میں پرانے عہد نامہ کی فہرست پر نظر ڈالنے
سے "یرمیاہ" اور "حزقی ایل" کے مابین "نوحہ" کا نمبر آتا ہے
جو کہ پورے چھ صفحے پر ختم ہوا ہے۔ نوحہ کے قبل و بعد جو
دو نام لکھے گئے ہیں وہ در اصل دو اسرائیلی پیغمبروں کے نام
ہیں اور اسی واسطے بائبل کے وہ دونوں حصے جو ان دونوں
ناموں کی سرخیوں کے تحت میں پیش کئے گئے ہیں۔ مگر نوحہ
چونکہ نہ تو خود ہی کسی پیغمبر کا نام ہے اور نہ حضرت یرمیاہ اور
حضرت حزقی ایل کے مابین کوئی پیغمبر نوحہ نام کا ہی
گزرا ہے کہ نوحہ کو اس کا صحیفہ بتا دیا جائے لہذا یہ سوال
پیدا ہونا ناگزیر ہے کہ یہ آخر ہے کیا؟

پس یہ سوال کہ یہ نوحہ کس کا ہے اور کس کے حق میں
ہے ایک طرف نوحہ کے قبل والے صحیفہ کا اور دوسری طرف
خود نوحہ کا مطالعہ کرنے سے حل ہو جاتا ہے اور حقیقت
اس طرح بے نقاب ہو جاتی ہے کہ نوحہ بذات خود کوئی مستقل
صحیفہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ حضرت یرمیاہ کے صحیفہ کا وہ
مخصوص تتمہ ہے جو اپنی غیر معمولی اہمیت کی بنا پر اپنی
مخصوص سرخی کے تحت میں ایک مستقل صحیفہ کی شکل میں
پیش کیا گیا ہے، اور صورت حال یہ ہے کہ حضرت
یرمیاہ کے صحیفہ میں جہاں چھیالیسویں باب کے دسویں
کلام میں خداوند رب الافواج کیلئے شمالی سرزمین میں
فرات کے کنارے ہونے والی قربانی کی خبر دی گئی ہے
وہاں اسی قربانی کے تفصیلی حالات پر اس نوحہ میں ماتم کیا گیا ہے
بائبل کا نوحہ وہ درد انگیز داستانِ مصیبت ہے کہ
باوجود اس بات کے کہ ہم تک پہونچنے میں اس کی ہیئت
بہت کچھ بدل چکی ہے۔ تاہم وہ آج بھی اس لائق ہے کہ
اگر اسکو صحیفۂ حسینی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اے کاش
اگر ہماری قوم کو یہ نوحہ کہیں سے اپنی اصلی عبارت میں دستیاب
ہو جاتا، تو ایک نعمت عظمیٰ ثابت ہوتا۔ افسوس یہ ہے کہ ہمارے
علماء نے ان چیزوں کے بارے میں انتہائی غفلت سے
کام لیا۔ بلکہ ان سب کو منسوخ ٹھیرا کر قوم کو بھی ہدایت و
عرفان کے ان خزانوں سے غافل رکھا۔

اسلام میں امپیریلزم !!
کی بنیاد یزید کے ہاتھوں پڑی یہ ایک
بدعت تھی اسلام ملوکیت کا مخالف تھا اسلئے علمبردار حریت
حسین ابن علیؑ
نے مجبور ہو کر کربلا کے جنگل میدان میں یزیدی امپیریلزم کیخلاف
تلوار اٹھائی۔ انقلاب کا کیسا لافانی درس!
بغاوت کی کتنی سبق آموز مثال!

حسینی پیغام کو وہ تمام ضروری خبریں

ہم بھیجا کیجیے جن سے قوم کی بہبودی ممکن ہو تاکہ اسے پسند فرمائیں اور کام کو
کا ذریعہ ہو۔ تاکہ اسپرہ حسینی ڈالی جا سکے اس قوم کو اگلا ہوا

(ایڈیٹر)

کربلا اور اتحاد

عالم کی ہر ذی روح یا بے جان کا ثبات و قیام اتحاد و ارتباط پر منحصر ہے وہی ایک کمزور دھاگا جسکو کمسن ولاغر بچہ توڑ دیتا ہے چند دھاگوں سے یکجا کرنے سے فیل مست کو قابو میں کر لیتا ہے۔ یہی مٹھی بھر خاک جسکو ہم حقیر و ناتواں سمجھتے ہیں باقاعدہ جمع کر دینے سے بڑے بڑے تلاطم خیز اور قہار دریاؤں کے سیلاب کو روکدیتی ہے۔ برسات کے موسم میں یا دیگر زمانے میں بارش کا قطرہ قطرہ پانی میں ملکر دریا بن جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی اعضا میں جبتک اربعہ عناصر کا اتحاد و ارتباط قائم رہتا ہے، انسان تندرست و توانا نظر آتا ہے ادھر اعتدال میں فرق آیا انسان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

تاریخوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جس قوم میں جبتک اتحاد قائم رہا پھولتی پھلتی رہی جیسے ہی باہمی نفاق کی صورت پیدا ہوئی شیرازہ منتشر ہونے لگا۔

دور حاضرہ میں جاپان۔ امریکہ جرمنی وغیرہ کی ترقی کا راز محض اتحاد میں مضمر ہے تاریخوں کی ورق گردانی سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ محض نفاق کی بدولت قوموں میں طرح طرح کے ایسے مصائب پیدا ہو جاتے ہیں جنکا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے اسی وجہ سے بانئے اسلام نے منافق کی بہت مذمت کی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ جے چند اور پرتھی راج کے نفاق کا کیا حشر ہوا بنی ہاشم اور بنی امیہ کی خانہ جنگیوں سے اسلام کو کسقدر نقصان پہونچا صرف اتحاد کی وجہ سے ہندوستان کی دیگر قومیں ترقی پر ہیں برخلاف اسکے مسلمانوں میں بھائی کا جانی دشمن۔ باپ بیٹے کے خلاف۔ لیڈران میں خود غرضی و نفاق۔ ایک فرقہ کا مسلمان دوسرے فرقہ کے مسلمان کے خون کا پیاسا۔ نہ عربی دانوں میں مصالحت نہ انگریزی دانوں میں یکجہتی۔ نہ مدیران اخبار میں صلح نہ قومی اداروں کے تنظیمیں متفق۔ ہر اکثریت اقلیت کے حقوق غصب کرنے کو ہر وقت تیار، غرضیکہ ہر شخص کی دفلی الگ اور راگ جداگانہ ہے آپس میں جب ہماری حالت یہ ہو تو ایسی صورت میں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔ گاندھی ایسا اپنی قوم کا قائد بھی ہمیشہ ... اسی بات پر زور دیتا ہے کہ متحد ہو جاؤ اتحاد ہی ... کامیابی کا رہبر ... الم ہے ... واقعہ تو یہ ... ہے ...

... کہ ... اتحاد کے صحیح مفہوم ... کربلا کے ہوتے جانبازوں نے خوب ... سمجھا تھا حسینی لشکر کے بوڑھے جوان اور بچے کا بھی ... یہی نظریہ تھا کہ حق پر جان دیدیں گے لیکن فاسق و فاجر کی بیعت نہ کریں گے حتی کہ صنف نازک (اہل حرم) نے بھی کیا کیا مصائب جھیلے وارثوں کو قتل ہونا گوارا کیا، بازؤں میں رسن بندھوائی، تیرہ و تار حجرے میں مقید رہے لیکن حق کے جادہ سے قدم باہر نہیں نکالا شیعوں کی بہتری کے لئے ہم کو کربلا کے بہتر بے نظیر جانبازوں کا اتحاد ہر بات میں ثابت کرتے ہیں پیاسے اور بھوکے رہنے میں اتحاد۔ رنج ومصائب برداشت کرنے میں اتحاد تلواروں اور نیزوں کے زخم کھانے میں اتحاد۔ تلواروں کی چھاؤں میں نماز جماعت ادا کرنے میں اتحاد حسینؑ پر تصدق ہونے میں اتحاد یزید کی بیعت نہ کرنے میں اتحاد حسین کو امام و پیشوا سمجھنے میں اتحاد۔ علمدار فوج کے حکم پر عمل کرنے میں اتحاد حق طلبی میں اتحاد حفظ مراتب میں اتحاد حکومت وقت سے خائف نہ ہونے میں اتحاد یزید سے بیزاری ظاہر کرنے میں اتحاد حسینؑ کے چشم و ابرو کے اشارہ پر کام کرنے میں اتحاد جنگ سے منہ نہ موڑنے میں اتحاد۔ انصار اعزہ۔ آقا، غلام، بیٹے، بھانجے، بھائی، بھتیجے میں اتحاد۔ حتی کہ قتل ہونے کے بعد بھی نیزوں پر سر جانے میں اتحاد غرضیکہ ۷۲ جانباز شہداء ایک روح و یک قالب نظر آتے تھے، لیکن ہم اپنے کو حسینؑ کا پیرو سمجھتے ہیں۔ مگر انکی سیرت پر مطلق عمل نہیں کرتے اتحاد کے بجائے نفاق کے خوگر ہو گئے ہیں ہندوستان کی دیگر قومیں صرف اتحاد کی بدولت بام ترقی پر پہونچ گئیں اور ہم اسی پستی کے عالم میں ہیں مجلسی زندگی کے لحاظ سے ہماری اب یہ حالت ہے کہ حسینؑ کے ماتم داران یعنی ماتمی انجمنیں بھی ایک دوسرے سے متحد نہیں، اگر کسی محلہ یا گاؤں میں دو انجمنیں ہیں تو ان میں بھی نفاق ضرور ہوگا یہی وجہ ہے کہ ہم مذہبی حیثیت سے بھی پست ہوتے جاتے ہیں اور ہر صیغہ میں ہمارے حقوق بھی تلف ہو رہے ہیں پھر بھی متحد ہو کر چیخ و پکار نہیں کرتے یہ اظہر من الشمس ہے کہ جو قومیں اقلیت میں ہیں انکا متحد نہ ہونا ان کے فنا ہونے کی دلیل ہے۔ فقط

قطعہ

وہ نام ہوا حسین! تجھ سے زندہ
وہ کام ہوا حسین! تجھ سے زندہ
کہتے ہیں حق و حق پرستی سب جس کو
اسلام ہوا حسین! تجھ سے زندہ

نجم بیلہ بیتی

قطعہ!

گو ٹوٹ پڑے ہزاروں قاتل تجھ پر
آساں ہی رہا مگر شہود مشکل تجھ پر
آئینہ ہی، کربلا کو سمجھا تو نے
ہے ختم حسین! تیری منزل تجھ پر

(نجم بیلہ بیتی)

لکھنؤ میں یادگارِ حسینی ۱۳۶۱ھ کا بین الاقوامی جلسہ!

۱۳۶۱ھ میں کربلا کے عظیم الشان واقعہ کو پورے تیرہ سو برس ہوتے ہیں۔ اس موقع پر ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے متفق ہو کر حضرت شہیدِ کربلا امام حسین علیہ السلام کی یادگار منائی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کے بین الاقوامی جلسے صوبۂ بنگال، بہار، بمبئی، پنجاب، سندھ، مدراس، سرحد اور یوپی کے تقریباً ہر ضلع ہر شہر بلکہ ہر قصبے میں سیکڑوں کی تعداد میں ہو چکے ہیں۔ نیز ہندو اور مسلم ریاستوں میں بھی یہ یادگار بڑے پیمانے پر قائم کی گئی۔ اور لاکھوں آدمیوں تک امام حسین علیہ السلام کا پیغام پہنچا ہے۔ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے علاوہ افریقہ، مصر، عرب اور یورپ کے بعض مقامات پر بھی یہ جلسے منعقد ہوئے ہیں۔ نیز اکثر مقامات پر بہت سی یادگاریں بھی اس سلسلہ میں مستقل طور پر قائم ہوئی ہیں، جو پبلک مفاد سے متعلق ہیں اور اس تحریک کی وجہ سے تمام قوموں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہوا ہے۔ اب وقت آیا ہے کہ لکھنؤ میں جو اس تحریک کا ابتدائی مرکز ہے۔ یہ بین الاقوامی جلسے پوری شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوں۔ اس کے لئے تاریخیں ایسی قرار دی گئی ہیں جنہیں اس بلند مرتبہ شہید کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ ۳، ۴، ۵ شعبان یہی وہ تاریخیں ہیں جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہے انہیں تاریخوں میں ۱۶، ۱۷، ۱۸ اگست ۱۹۴۲ء یکشنبہ۔ دوشنبہ۔ سہ شنبہ قیصر باغ کی سفید بارہ دری میں یہ جلسے بڑے پیمانے پر منعقد ہوں گے اور ملک کے بلند پایہ مقررین جو ہر مذہب و ملت کے ہوں گے حضرت امام حسین علیہ السلام کی سیرت، زندگی کے مختلف گوشوں پر (جن کا اعلان مقررین کے ناموں کے ساتھ قریبی وقت میں بذریعہ اشتہار کیا جائے گا) موثر اور مفید تقریریں فرمائیں گے۔ بلاتفریق مذہب و ملت تمام باشندگانِ لکھنؤ نیز باہر کے حضرات سے استدعا ہے کہ اس جلسہ میں تشریف لا کر ہم کو شکر گذار فرمائیں۔

راجہ بھیشور دیال سیٹھ (ایم ایل سی، تعلقدار ریاست کٹرا صدر مجلس استقبالیہ) (راجہ محمد احمد اندسول تعلقدار ریاست جہانگیر آباد) (علامہ ہندی مولانا) سید احمد سرپرست دار التبلیغ لکھنؤ) (مولانا مفتی) سید احمد علی (پرنسپل ناظمیہ کالج لکھنؤ)…. مولانا محمد صبغۃ اللہ شہید انصاری فرنگی محل لکھنؤ۔ پنڈت چندیکا پرشاد جگیاسو۔ مولانا السید کلب حسین امام جامع مسجد آصفی لکھنؤ۔ مولانا عمران ندوی پرنسپل دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ مولانا سید عدیل اختر پرنسپل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ پادری، آر، ایف، غریب (پاسٹر ریچ آف انگلینڈ) ظہور بخش گرجا لکھنؤ، مولانا سید محمد نصیر (پرنسپل شیعہ عربی کالج لکھنؤ) ڈاکٹر محمد وحید مرزا (ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبۂ عربی لکھنؤ یونیورسٹی) پنڈت برج ناتھ شرغو (ایڈوکیٹ وائس پریسیڈنٹ رام تیرتھ پبلیکیشن لیگ) مولانا سید ابن حسن رضوی (ایم اے ایل ایل بی ریٹائرڈ) ایم بی ٹیٹس (ایم اے پی ایچ ڈی پرنسپل کرسچین کالج لکھنؤ) مسٹر گوپی ناتھ سریواستو (سابق پارلیمنٹری سکریٹری حکومت یوپی) سید مسعود حسن رضوی (ایم اے صدر شعبۂ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی) چودھری سید حسین بیرسٹر۔ ڈاکٹر قطب الدین احمد

ایم اے علیگ۔ ایل ایل ڈی بیرسٹر ایٹ لا۔ مسٹر ہر دھیان چند ایڈوکیٹ۔ سید علی ظہیر (بیرسٹر ایم ایل اے) مولانا سید عز الدین ندوی پھلواری (استاد دار العلوم ندوہ) محمد عبد الرؤف عباسی (ایڈیٹر [illegible] حق لکھنؤ) مولانا محمد حلیم عطا (استاذ دار العلوم ندوہ) مولانا سید مظفر حسین شاہ (مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء) پنڈت ہرکرن ناتھ مصرا (بیرسٹر) محمد بشیر (بی اے۔ ایل ایل بی وکیل) مسٹر دوارکا ناتھ سریواستو (ایڈوکیٹ) مسٹر کیلاش چندر چودھری (بی اے ایل ایل بی وکیل) مسٹر رام کرشن ماتھر (ایڈوکیٹ) مولانا سید مجتبیٰ حسن … کاموں پوری (دکتور جامعہ ازہر مصر، استاذ جامعہ ناظمیہ لکھنؤ) مسعود حسن ایڈوکیٹ۔ مسٹر جودھیا پرشاد سنگھ (ایم اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ) مسٹر امبیشری دیال ایڈوکیٹ۔ مولانا محمد عبید نقوی فاق (ایم اے لکچرر فارسی لکھنؤ یونیورسٹی) مرزا محمد عسکری (بی اے) سید احمد حسن (ریٹائرڈ جج صدر مدار تنظیم المومنین لکھنؤ) مسٹر سنت سرن نگم (ایڈیٹر …) مسٹر رام چندر سنہا (بی اے ایل ایل بی وکیل) حکیم عبد المعید [illegible] سوامی کلیکانند سنیاسی (راما کرشنا سیوا آشرم) سید اشرف حسین رضوی ایڈوکیٹ۔ شیخ [illegible] حسین

(رونپور) (جوائنٹ سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس) شفاء الملک حکیم عبد الحبیب۔ حکیم سید محمد قاسم (سرپرست مدرسۃ الادویہ لکھنؤ) مرزا جعفر حسین ایڈوکیٹ جوائنٹ سکریٹری حسین ڈے کمیٹی لکھنؤ مسٹر مہادیو پرشاد دھانک (ایم اے ایل ایل بی سکریٹری ڈسٹرکٹ بورڈ تعلیمی برائے اچھوت اقوام لکھنؤ) مرزا محمد صادق علی خاں (جوائنٹ سکریٹری حسین ڈے کمیٹی لکھنؤ) مولوی محمد رسول فرنگی محل (ایڈیٹر حقیقت)۔ سید اعظم حسین ایڈیٹر روزنامہ سرفراز لکھنؤ۔ سید ارشد علی احمدی منیجر پنجاب سائیکل ورکس امین آباد پارک۔ مولانا محمد رضا انصاری فرنگی محل۔ پنڈت آنند نرائن ملا ایڈوکیٹ۔ سید قنبر حسین رضوی ایم اے ایڈوکیٹ۔ محمد عنایت اللہ انصاری۔ سید ظل امام ایڈوکیٹ جوائنٹ سکریٹری حسین ڈے کمیٹی لکھنؤ۔ حکیم محمد رفیق ابراہیم (جھوائی ٹولہ لکھنؤ) مسٹر مہابیر پرشاد سریواستو ایڈوکیٹ۔ ڈاکٹر سید مسعود حسن۔ سید احتشام حسین (ایم اے لکچرر اردو لکھنؤ یونیورسٹی) ڈاکٹر [illegible] انصاری فرنگی محل۔ سید یوسف حسین موسوی (ایم اے لکچرر فارسی لکھنؤ یونیورسٹی) ڈاکٹر سید علی ظہیر ایم اے جنرل سکریٹری حسین ڈے کمیٹی لکھنؤ۔ علی نقوی منتوی (ناظم ادارۂ مرکزی یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ)

اس اخبار کو پڑھنے سے قبل یا بعد یہ ضرور پڑھیئے

ملت شیعہ میں الفت بلا پیدا کرنیوالا قوم کا واحد باتصویر اخبار

حسینی پیغام بمبئی ۳

ہفتہ وار

ہر جمعہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ چندہ صہ پانچ روپیہ ــــــــــ ششماہی عہ ۱۲ دو روپیہ بارہ آنہ پیشگی

اگر آپ کی خدمت میں اخبار "حسینی پیغام" بطور نمونہ پہونچے تو آپکا فرض ہے کہ اخبار پڑھنے کے بعد ایک کارڈ کے ذریعہ اپنی منظوری خریداری کی اطلاع دفتر کو دیدیں ورنہ دوسرا پرچہ جو بطور نمونہ آئے تو وہ وصول نہ کریں بلکہ واپس کر دیں اور اگر آپنے وہ پرچہ بھی وصول فرما لیا تو تیسرا پرچہ بذریعہ وی۔ پی حاضر خدمت ہوگا جسکا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ یاد رکھیئے کہ اگر آپنے وی۔ پی۔ واپس کیا تو آپکے ایک قومی اخبار کا نقصان ہوگا!

منیجر ہفتہ وار حسینی پیغام بمبئی ۳

حسین نے شکست کھائی

مگر کربلا کے شعور میں زندہ سجدہ کر رہے

یزید فاتح تھا

مگر آج اس کی قبر پر سناٹا [illegible] ہے

شمع حسینی کے لاکھوں پروانے جو "یوم الحسین" کے اجلاس بمبئی میں موجود تھے